معارفِ رَضا معارفِ رَضا معارفِ رَضا معارفِ رَضا

معارفِ رَضا معارفِ رَضا معارفِ رَضا معارفِ رَضا

قومی سوچ اپنائیے

پاکستانی مصنوعات کو فروغ دیجیے

مشروبِ مشرق

رُوح افزا

سے ٹھنڈک، فرحت اور تازگی پائیے

ہر قیمت پر معیار

مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنی بے مثل تاثیر، ذائقے اور ٹھنڈک و فرحت بخش خصوصیات کی بدولت کروڑوں شائقین کا پسندیدہ مشروب ہے۔
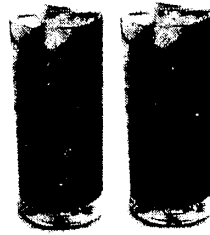
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

آپ ہمدرد کے دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

مسلسل اشاعت کا ستائیسواں سال

جلد:۲۷ شمارہ:۱

جنوری ۲۰۰۷ء/ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ

ہدیہ فی شمارہ: -/25 روپے

سالانہ: عام ڈاک سے: -/200 روپے

رجسٹرڈ ڈاک سے: -/350 روپے

بیرونِ ممالک: -/15 امریکی ڈالر سالانہ

دائرے میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔
زرِ تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

رقم دستی یا منی آرڈر/بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارفِ رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214-حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

25۔جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، پوسٹ بکس نمبر 7324، جی پی او صدر، کراچی 74400۔اسلامی جمہوریہ پاکستان

فون: 2725150-21-92+ فیکس: 2732369-21-92+

ای۔میل: mail@imamahmadraza.net ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

فہرست

''مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات ہر انگریزی ماہ کی ۱۰ تاریخ تک ہمیں بھیج دیا کریں، مقالہ تحقیقی، مع حوالہ جات ہو، ۵ صفحات سے زیادہ نہ ہو، کسی دوسرے جریدہ یا ماہنامہ میں شائع شدہ نہ ہوا۔ اس کی اشاعت کا فیصلہ ادارہ کی مجلسِ تحقیق و تصنیف کرے گی۔'' (ادارتی بورڈ)

یہ ہیں حَیِّ ابدی

کلام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی آن کے بعد اُن کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسمِ پُرنور بھی روحانی ہے

اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
اُن کے اَجسام کی کب ثانی ہے

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
روح ہے پاک ہے نورانی ہے

اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

یہ ہیں حَیِّ ابدی ان کو رضؔا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

امامِ اہلِ سنت کون ہے؟ میرے شہا تم ہو

نذرِ عقیدت از اختر شاہجہاں پوری

امامِ اہلِ سنت کون ہے؟ میرے شہا تم ہو
یہ بیڑہ سنیوں کا اور اس کے ناخدا تم ہو

وہ جس کی ذات پر ہے فخر اگلوں اور پچھلوں کو
بفضلِ حق اُسی حقانیت کے راہنما تم ہو

وہ توحید و رسالت کے معانی جس نے سمجھائے
حصارِ دین و ملت، ہادیِ راہِ ہدیٰ تم ہو

محافظ تھا جو ناموسِ رسالت کا زمانہ میں
جسے یہ فخر تھا کہ ہوں میں عبد المصطفیٰ تم ہو

کمالاتِ غزالی اور رازی کا مرقع ہو
سیوطی اور محقق دہلوی کا آئینہ تم ہو

علومِ ابنِ عربی، سوزِ رومی، عشقِ جامی بھی
سمایا جس کے سینے میں وہ قطب الاولیاء تم ہو

شریعت میں امامت کا رہا سہرا تمہارے سر
جو ہے اہلِ طریقت کے لیے قبلہ نما تم ہو

امامِ بوحنیفہ کے ادھر نورِ نظر ٹھہرے
طریقت میں اُدھر بھی نائبِ غوث الوریٰ تم ہو

حرم والوں نے ہوکر یک زباں اعلان فرمایا
علومِ و معرفت میں آج کل سب سے سوا تم ہو

حدائق جس نے بخشش کے بسائے حُبِّ نبوی میں
مدینے کا وہ بلبل، طوطیِ نغمہ سرا تم ہو

ہدایت کے تمہیں اس دور میں ہو نیّرِ تاباں
ہے یہ بے نور اختر اس میں بھی جلوہ نما تم ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿اپنی بات﴾

جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا

(''صوفی ازم'' کا فروغ۔ حکومت کا نیا ایجنڈا)

مدیر اعلیٰ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کے قلم سے

قارئین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج کل سلطنتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ''ایوان ہائے قصرِ سلطانی'' کی غلام گردش میں ''صوفی ازم'' کے بڑے چرچے سننے میں آرہے ہیں اور یہ کہا جارہا ہے کہ اگر ''صوفی ازم'' کو ایک منصوبہ بندی کے تحت فروغ دینے اور اس کی نشرواشاعت میں اعانت کی جائے تو پاکستانی قوم کے ذہن اور مزاج سے انتہا پسندی، تشدد، بنیاد پرستی اور دہشت گردی جیسے رجحانات کا ازالہ ممکن ہوسکتا ہے، کیونکہ تصوف لوگوں میں توکل، اخلاقِ حسنہ، محبت، صبر وتحمل، شکر و قناعت، تسلیم ورضا، عجز وانکساری اور شرم وبرداشت کا شعور اجاگر کرتا ہے۔ لوگ جب اس روش کو اختیار کریں گے تو ان کی روحانیت میں اضافہ ہوگا جس سے معاشرہ شدت پسندی کے رجحانات سے دور ہوتا چلا جائے گا۔

ہم اہلِ سنت وجماعت کو فروغِ تصوف کی افادیت سے بالکل انکار نہیں کیونکہ ہم اُمتِ مسلمہ کا وہ سوادِ اعظم ہیں جو شریعت وطریقت پر مبنی تمام اعمال وعادات واطوار پر سختی سے عمل پیرا ہیں جو ہمیں اپنے آباء واجداد اور سلف صالحین سے ملے ہیں اور جو امت کے علماء وفقہا کے ان اجتماعی مسائل سے قطعاً متصادم نہیں ہیں جو کتاب اللہ یعنی ''الکتاب'' اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ماخوذ ومستنبط ہیں۔

علامہ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی مدظلہٗ العالی جو کویت میں سلسلہ رفاعیہ کے عظیم بزرگ ہیں، اپنی کتاب ''التصوف والصوفیاء، فی ضوء الکتاب والسنۃ'' (اردو ترجمہ: صوفیا اور تصوف۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں) اپنی کتاب کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں کہ ''صوفیہ'' کے اس لقب کا اطلاق آج ان مسلمانوں پر ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت اور اسراء ومعراج کی یاد میں جلسے اور اجتماعات منعقد کرتے ہیں۔ اس طرح یہ حضرات عالمِ اسلام میں اپنے اسلاف کرام کے طریقہ پر قائم ہیں یعنی وہ (حضرات) فریضۂ حج یا عمرہ کی ادائیگی سے قبل یا بعد مدینہ منورہ میں روضۂ نبوی علیٰ صاحبہ التحیۃ والثناء کی زیارت کرتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کے لئے تسبیح کا استعمال کرتے ہیں، دمِ مرگ میت کو کلمے کی تلقین کرتے ہیں، وہ عبرت حاصل کرنے کے لئے زیارتِ قبول کرتے ہیں اور قرآنِ کریم پڑھ کر اپنے رشتہ دار اور دیگر مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب کرتے ہیں، جیسا کہ مسلمانوں کے اکثر شہروں اور ملکوں میں اس کا تعامل ہے۔''

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو حضرات ''صوفیاء'' کرام کی طرف منسوب ہیں وہ امتِ مسلمہ کا وہ سوادِ اعظم اور خاموش اکثریتی طبقہ ہیں جو ان دینی اعمال اور مذہبی عادات واطوار پر سختی سے عمل پیرا ہیں جو انہیں اپنے آباء واجداد اور اسلاف کرام سے ورثہ میں ملے ہیں اور جو امت کے علماء وفقہا کے ان اجماعی مسائل سے قطعاً متصادم نہیں اور جو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ماخوذ ومستنبط ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

علیکم بالسوادِ اعظم (مشکوٰۃ المصابیح)

(تم پر سوادِ اعظم کی پیروی کرنا لازم ہے۔)

ہم چودھری شجاعت حسین صاحب، صدر پاکستان مسلم لیگ (ق) کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے "تصوف" کی راہ و رسم سے بے خبر ہونے کے باوجود مسلمانانِ پاکستان کو ایک دل خوش کن خبر سنائی ہے لیکن ہمیں افسوس ہے کہ جناب چودھری صاحب کا تاریخ اسلام کا یا تو بالکل مطالعہ نہیں ہے، یا ہے تو سنا سنایا ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ "فرمانِ سلطانی" کے ذریعہ کبھی بھی تصوف کے معاملات و معمولات کا نفاذ نہیں ہوا ہے۔ ان کی سوچ کا یہ انداز اسلامی تصوف کی تاریخ اور شریعت و طریقت کی روح سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔

اسلامی تصوف دینِ خالص اور اللہ تعالیٰ کے لئے نیت کو خالص کرنے کا نام ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے جس پر نبی رحمت ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قائم تھے، پھر اس کے بعد ان کے تربیت یافتہ تابعینِ کرام اور تبع تابعین کرام قائم ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔ یعنی ظاہر و باطن میں دین پر عمل اور دین کے تینوں شعبوں (اسلام، ایمان اور احسان) میں رسوخ اور پختگی، جن کا ذکر اس حدیثِ جبرائیل میں وارد ہے جس کے راوی امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مسلمان قرن اول، قرن دوم اور قرن سوم میں اسی حال پر تھے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ میں آیا ہے (یعنی سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو ان سے قریب ہیں، پھر ان کا جو ان سے قریب ہیں)۔

قرن سوم کے بعد جب خلفاء راشدین کی برکات اسلامی سلطنت سے ختم ہوگئی، خلافتِ راشدہ کی جگہ ملوکیت و امارت نے لے لی، فتوحاتِ اسلامی کے سبب اسلامی سلطنت کی سرحدیں وسیع تر ہوئیں، مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ اختلاط ہوا تو غیر اسلامی، فلسفہ، اجنبی زبانیں اور رسم و رواج مسلم معاشرہ میں داخل ہوئے تو دینِ اسلام کی حفاظت و صیانت اور اس کی طرف سے دفاع کے لئے تابعین، تبع تابعین اور پھر ان کے تربیت یافتہ باکمال مخلص افراد (عبّاد و زہّاد، فقہاء و صلحاء، محدثین و اتقیاء اور عارف باللہ) اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ لوگوں کے سامنے دینِ خالص کو ثابت کریں اور اس حالت کو ثابت کریں جس پر قرنِ اول کے مسلمان قائم تھے یعنی مقامِ احسان میں پختگی اور ظاہر و باطن میں مکمل طور پر دین پر عمل اور یہ اہلِ تصوف تھے۔ اس طرح تصوف کی اصطلاح اس جماعت کا نشان و علم اور شناخت بن گئی جو حق پر قائم تھی اور قیامت تک قائم رہے گی۔

یہی جماعت اور اس کے افراد ہی روحانیت بانٹ سکتے ہیں اور معاشرے میں روحانی اقدار کو فروغ دے سکتے ہیں۔ سرکاری اور درباری سرپرستی میں یہ نہیں ہوسکتا، نہ ماضی میں کبھی ہوا ہے اور نہ مستقبل میں ہوگا۔

بہر حال حجت قائم ہے اور وہ قرآن و سنت ہے۔ لہٰذا اب چودھری شجاعت حسین صاحب ہوں یا پرویز الٰہی صاحب یا شیخ رشید صاحب یا اعجاز الحق صاحب یا سرکاری درباری پارٹی کا کوئی اور فرد یہ دعویٰ کرے کہ وہ متبع شریعت صوفی ہے اور "صوفی ازم" کے فروغ کے لئے کام کرے گا مگر وہ اپنے اقوال و اعمال و عقائد میں قرآن و سنت کی مخالفت کرے تو اس کا دعویٰ مردود ہے۔

پھر جو شخص تصوف کا ذوق اور قرآن و حدیث کا بنیادی اور حقیقی علم حاصل کئے بغیر اس سلسلے میں رائے زنی اور اظہارِ خیال کرتا پھرے اور صوفیائے کرام اور اہل اللہ سے کھلے عام بے رغبتی کا بھی اظہار کرے، صوم و صلوٰۃ کا پابند ہونا ایک طرف منہیات کا کھلم کھلا مرتکب ہو، تا حیات اہلِ اللہ کی صحبت اور وصال شدہ اولیائے کرام کے مزارات

پر جانے سے قصداً گریز کرے، بلکہ وہ ایسے لوگوں میں اٹھے بیٹھے اور
ان کے جلسوں اور اجتماعات میں جائے جو کھلے ہوئے بدعقیدہ ہونے
کے ساتھ ساتھ اولیائے کرام کے گستاخ ہوں اور وہ ان لوگوں کا مداح
ہو کہ جن کی محفلوں میں حضرت سیدنا محی الدین جیلانی غوث اعظم،
حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویری داتا گنج بخش اور حضرت سیدنا معین
چشتی خواجہ غریب نواز (علیہم الرحمۃ) کے نام نامی پکارنا سنگین جرم قرار
پائے اور جن کے دارالافتاء سے اس پکار پر شرک کا فتویٰ صادر ہو، راہ
سلوک کی اہم ریاضت "تصورِ شیخ" پر اس قدر برہم ہوں کہ حالتِ نماز
میں مرشدِ کائنات، ہادیٔ برحق نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ کا خیال
آجانے کو بھی شرکِ جلی قرار دے کر یہ فتویٰ صادر کریں کہ اس سے بہتر
ہے کہ نماز میں اپنے پیارے پالتو جانور گائے بیل کا تصور کر کے اپنی
نماز ادا کریں اس میں ثواب بھی زیادہ اور لذت بھی زیادہ ہو، تو ایسے
افراد کے "صوفی ازم" کو فروغ دینے کے اعلان پر یقیناً ہر صحیح العقیدہ
مسلمان کے کان کھڑے ہونا ایک فطری عمل ہے۔ پھر ایسا شخص اولیاء و
صلحاء و ائمہ کے درمیان اپنے آپ کو حکم بنالے اور ان کی حقیقت سے
ناواقف ہونے کے باوجود ان کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر کرے،
قرآن وسنت کی تصریحات وتشریحات کو نہ سمجھتے ہوئے بھی (بلکہ سچی
بات تو یہ ہے کہ کلام الٰہی کو صحیح تلفظ اور مخرج کے پڑھنے کی اہلیت نہ
رکھتے ہوئے بھی) ان کی زبردستی تاویل کر کے خود اس کی مراد تعین
کرے اور ہمارے ائمہ کرام علیہم الرحمۃ نے ان کی جو مراد بیان کی ہیں
ان سے قصداً صرفِ نظر کرے، اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں کو نہ صرف
توڑے بلکہ حدود اللہ کے خلاف ایوانِ حکومت میں قانون سازی
کروائے، تو یہ اس کے نفس کی خباثت ہے یا جہلِ مرکب یا یہ دونوں ہی
باتیں ہیں۔ لہٰذا اسلامی تصوف اور صوفیائے کرام کے بارے میں نہ
صرف یہ کہ اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ ہمیں سنجیدگی سے
یہ سوچنا پڑے گا کہ یہ "His Maste's Voice" ہے۔ (یہ کسی
بیرونی آقا کی آواز ہے۔) یہ کس کا ایجنڈا ہے؟ انکل سام کا یا من
موہن سنگھ کا؟ یا دونوں کا مشترکہ؟ کیونکہ "صوفی ازم" کے فروغ کی
ایک آواز کچھ عرصہ پہلے دہلی سے اٹھ چکی ہے اور اب چودھری شجاعت
حسین صاحب کی آواز اسی کی بازگشت ہے۔ ظاہر ہے کہ جب یہود و
ہنود و نصاریٰ کے استعمار کے سرپرست اعلیٰ "انکل سام" کی طرف
سے اسلام، مسلم ممالک، یا مسلمانوں کی ہمدردی میں کسی نئے پروگرام
کا اعلان ہوتا ہے تو وہ یقیناً مسلمانوں کے اعمال و افکار کو مزید سیکولر
بنانے کے لئے ہوتا ہے۔ ان کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ ان کے
عذاب کے لئے ہوتا ہے، ان کے اتحاد و اتفاق کے لئے نہیں بلکہ ان
میں انتشار و افتراق پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

لہٰذا "صوفی ازم" کے فروغ کا جو نعرہ ایوانِ حکومت کے بعض
گماشتوں اور حکمراں جماعت کے بعض سرکردہ لیڈروں نے لگایا ہے
اور جس کو وہ صوفی ازم کے فروغ کا ایک ادارہ بنا کر عملی جامہ پہنانے کا
اعلان الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا پر کر چکے ہیں یہ لبرل صوفی ازم یا
سیکولر صوفی ازم کا وہی نظریہ ہے جس کی تصویر کشی یورپ کے مستشرقین
صلیبی جنگوں کے دور سے کرتے چلے آئے ہیں جو رقص وسرود، ساز و
مزامیر، متصوفانہ اشعار کی حیا باختہ گلوکاراؤں کی گائیکی اور گیان دھیان
کی صیہونی اور ہندوانہ رسم و رواج اور لہو ولعب سے عبارت ہے۔
مستشرقین نے "صوفی ازم" کے اس پہلو پر بہت زور دیا ہے کہ اہلِ
تصوف انسانیت نواز ہوتے ہیں، وہ ہر دین و مذہب یعنی کافر و مسلم
سے یکساں محبت کرنے والے ہوتے ہیں اور ان کی محفل میں ہر ایک
دین و مذہب کا لحاظ و رعایت رکھی جاتی ہے، وہ مذہب کے نام پر کسی کی
دل آزاری نہیں کرتے۔ دوسرے الفاظ میں وہ ایک سیکولر معاشرہ جسے
ہمارے حکمرانوں بشمول جناب چودھری شجاعت حسین صاحب نے

روشن خیالی سے مشرف کیا ہے، کی بنیاد رکھتے ہیں (معاذ اللہ) ایسا ہرگز نہیں ہے۔ایک عرب شاعر نے تصوف کی کیا خوب تعریف کی ہے:

لیس التصوف لیس الصوف ترقعه

ولا بکاؤک ان غنی المغنونا

(تصوف اونی کپڑے یا پیوند لگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں ہے اور نہ ہی اس کا نام ہے کہ گانے والوں کے گائے پرتم آنسو بہاؤ۔)

ان التصوف ان تصفو بلاکدر

وتحفظ العلم والاخلاق والدینا

(تصوف تو یہ کہتا ہے کہ تمہارا باطن صاف ستھرا ہو، کوئی گندگی اور کدورت نہ ہو اور یہ کہ تم اپنے علم، اخلاق اور دین کی حفاظت (اور تبلیغ) کرو۔)

لیس التصوف ثوباً انت لابسه

تزهو به بین اصناف الدوانیا

(تصوف کوئی ایسا لباس نہیں جسے تم پہن کر طرح طرح کے لوگوں کے درمیان فخر کرو۔)

بل التصوف ایمان و معرفت

و خدمت لفقیر او لمسکین

(بلکہ تصوف ایمان ومعرفت اور فقیر ومسکین کی خدمت کا نام ہے۔)

وهو التهجد فی اللیل البهیم اذا

نام الانام لیوم الحشر والدین

(اور وہ تاریک رات جبکہ مخلوق سو جائے تو حشر اور روز جزا کے لئے تہجد پڑھنا ہے۔)

وهو الجهاد جهاد النفس عن سفه

وشهوة الاعیب الشیاطین

(اور وہ جہاد ہے (جہادِ اکبر و جہادِ اصغر) یعنی نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے، اور حماقت، شہوت اور شیاطین کے لہو ولعب سے پرہیز کرنا ہے۔)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلامی تصوف کا اس لہو ولعب والے ''صوفی ازم'' سے کوئی تعلق نہیں ہے جو ہمارے حکمران بھلے شاہ، امیر خسرو اور بابا فرید شاہ مٹھن کوٹ والے (علیہم الرحمۃ) کی کافیاں، دوہے، گیت اور غزلوں کی آڑ میں حیا باختہ نوخیز گلوکاراؤں کی آواز میں ساز ومزامیر کے ساتھ سیکولر صوفی ازم کے شیدائی مرد وزن کی مخلوط مجلسوں میں پیش کررہے ہیں۔

صوفیائے کرام شریعت وطریقت کے جامع ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ظاہر و باطن کی صفائی کے ساتھ ساتھ اپنے علم واخلاق اور دینِ اسلام کی حفاظت اور نشر واشاعت کا احسن فریضہ بطریق احسن واکمل انجام دیتے ہیں، یہ صوفیائے کرام ہی تو ہیں جنہوں نے اپنے اخلاقِ عالیہ اور ظاہری و باطنی علوم میں رسوخ کی بناء پر لاکھوں لاکھ غیر مسلموں کو دینِ فطرت اسلام سے ہم آغوش کیا اور اکنافِ عالم میں کفار ومشرکین کے مراکز میں پہنچ کر اسلام کی تبلیغ کی۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صوفیائے کرام اور اولیائے عظام نے اپنے اخلاقِ عالیہ، کردار وگفتار اور سادگی وفروتنی کی بدولت لوگوں کے دلوں کو جیتا اور انہیں مشرف بہ اسلام کر کے انہیں آقا ومولیٰ سید عالم ﷺ کا جانثار شیدائی بنادیا۔لیکن جب بھی دنیا کے کسی خطے میں مسلمانوں پر کوئی برا وقت آیا یا اسلامی سلطنت کو کفار ومشرکین کی فوجوں سے کوئی خطرہ درپیش ہوا تو صوفیائے کرام نے اپنے تمام مریدوں اور شاگردوں کے ساتھ جہادِ فی سبیل اللہ میں حصہ لے کر سلطنتِ اسلامی کی سرحدوں کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا ہے اور ان میں بعض نے اس ''جہادِ اصغر'' میں جامِ شہادت بھی نوش کیا ہے۔

اس کی بے شمار مثالیں تاریخ اسلام کے اوراق میں رقم شدہ ہیں۔یہاں ہم صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں:

بعض حضرات خیال کرتے ہیں کہ صوفیائے کرام ہر قیمت پر ظلم کو برداشت کرنے کی تعلیم دیتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صوفی ہر ایک انسان کے ساتھ امن و آشتی چاہتا ہے اور اسی کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ وہ اپنے نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا پیروکار ہوتا ہے۔ وہ ان کی صراطِ مستقیم پر چل کر غیر مسلموں سے بھی حسنِ سلوک سے پیش آتا ہے اس لئے کہ اس کو معلوم ہے کہ نبی رحمت ﷺ تمام بنی نوع انسان کے لئے نبی بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں لیکن جب اللہ کی راہ میں جہاد کا وقت آتا ہے وہ سب سے آگے ہوتا ہے۔ صوفی کے لئے مشہور مقولہ ہے کہ وہ رات کے شب زندہ دار اور عبادت گذار اور دن کے گھڑ سوار مجاہد ہوتے ہیں۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ سلسلہ چشتیہ کے عظیم صوفی بزرگ ہیں۔ ان کی تبلیغ سے لاکھوں غیر مسلم اسلام کے دائرے میں داخل ہوئے۔ ان کے صاحبزادے حضرت شیخ نظام الدین شہید علیہ الرحمۃ جو خود بھی صوفی تھے اور علم و فضل میں بڑا مقام رکھتے تھے، جب دین کے لئے جہاد کا وقت آیا تو وہ سب سے آگے تھے اور لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کیا۔ اسی طرح حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے پوتے حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور علیہ الرحمۃ بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

صوفی ازم اللہ کی راہ سے فرار نہیں سکھاتا۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم ﷺ کے احکامات پر سختی سے عمل پیرا ہونے اور ان کی راہ میں جان دینا سکھاتا ہے۔ وہ مظلوم کی حمایت اور ظالم کے ساتھ بھلائی کا راستہ اختیار کرنے کا سبق دیتا ہے یعنی ظالم کو ظلم سے روکنا ہی اس کے ساتھ بھلائی ہے۔ شریعت و طریقت عین اسلام ہیں۔ لہٰذا صوفی ازم اسلام سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو چاہئے کہ غریبوں کے مداوے کے لئے کوششیں کریں، لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کریں، لاقانونیت اور اسٹریٹ کرائمز کو ختم کریں، اللہ کی زمین پر اللہ مالک و مولیٰ نے ان کو جو اقتدار بخشا ہے تو وہ اس خطۂ ارضی پر اس کے قانون کو نافذ کرنے کی کوشش کریں، معاشرے میں عدل و انصاف کے قیام کو یقینی بنائیں۔ کہا گیا ہے کہ صوفی باصفا احسان اور حضورِ قلب سے لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرتا ہے اور خشیت الٰہی رکھنے والا حاکم عدل و انصاف کے قیام سے۔ امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم وقت کے حکمرانوں کو خصوصاً اور عامۃ المسلمین کو عموماً مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

> "خدا کے بندو! قبل اس کے کہ میزان (حشر) میں تمہیں تولا جائے، تم خود اپنے تئیں تول لو۔ خود اپنا محاسبہ کرلو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ (میدانِ حشر میں) کیا جائے۔ رسن گلوگیر (موت) سے پہلے اچھی طرح سانس لے لو (اچھے نیک کام انجام دے لو)، اطاعت شعار بن جاؤ قبل اس کے کہ عذاب کی سختی تمہیں کھینچ لے جائے۔"

(بحوالہ ماہنامہ ماہِ نور، دسمبر ۲۰۰۶ء، ص: ۴۶، دہلی)

ہمارے حکمراں حدود اللہ کے خلاف قانون سازی کرکے اور سیکولر صوفی ازم (ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، روحانی بھائی بھائی) کی تشہیر و تبلیغ کرکے یقیناً اللہ واحد القہار کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں جو ملک اور قوم کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچانے کا باعث بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پناہ میں رکھے۔

اگر بھارت میں من موہن سنگھ کو مشورہ دیا جارہا ہے کہ صوفی ازم کے فروغ کے لئے وہ روحانی مراکز قائم کریں تو ہمیں ان کی نقل میں صوفی ازم کے فروغ کے لئے وزارتیں اور ادارے قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں عدل و انصاف کے قیام کے ساتھ ان لوگوں کو تقویت دینے کی پالیسی اختیار کرنی چاہئے جو صوفیائے کرام کے

قائم کردہ خانقاہی نظام پر یقین رکھتے ہیں اور ان مدارس اور علمائے کرام کی ہمت افزائی کرنی چاہئے جو علومِ اسلامی اور تراثِ اسلامی کے حصہ کے طور پر تصوف کو اپنی مسندوں پر فروغ دے رہے ہیں۔ اسی طرح ان افراد اور اداروں پر کڑی نظر رکھنی چاہئے جو اپنے مسندوں پر صوفیائے کرام کے خلاف توہین آمیز نظریات کو فروغ دے کر تاریخ اسلام کو مسخ کرنے اور فرقہ واریت اور دہشت گردی کو ہوا دینے کی کوششیں کررہے ہیں۔ اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے نصاب میں صحیح اسلامی تعلیمات اور صوفیائے کرام کے تذکروں اور تعلیمات کو شامل کیا جائے اور خود تصوف کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ جیسا کہ امام احمد رضا اور ان سے قبل کے بزرگ (علیہم الرحمۃ) نے اپنے مدارس کے نصاب میں تصوف کو بھی شامل کر رکھا تھا اور تصوف کی مشہور کتاب رسالہ ''قشیریہ'' کا باقاعدہ درس دیا جاتا تھا۔

یادش بخیر آج سے پونے دو سو سال قبل بھی برطانوی سامراج نے غیر منقسم ہندوستان میں اسی طرح کا ایک ایجنڈا دیا تھا لیکن وہ ایجنڈا خانقاہی نظام کو تباہ کرنے، علمائے حق اور صوفیائے باصفا کی عظمت و محبت کو مسلمانوں کے دل سے مٹانے کا ایجنڈا تھا۔ برطانوی سامراج نے مسلمانوں ہی میں سے جبہ و دستار والے نام نہاد علماء تلاش کرلئے تھے، یہ وہ حضرات تھے جن کے ڈانڈے شیخ نجد کے شاگردوں سے ملتے تھے۔ چنانچہ فورٹ ولیم کالج (کلکتہ) میں باقاعدہ تصنیف و تراجم کا ایک سیل قائم کیا گیا تھا جس میں پچاس روپے ماہوار پر علمائے سوء کو نوکر رکھا گیا اور دل آزار کتاب ''تقویۃ الایمان'' (جسے تفویت الایمان کہنا مناسب ہے) کہ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ، اولیاء اللہ اور اہل تصوف کی شان میں کھل کر گستاخیاں تحریر ہیں، اس کی مفت اشاعت اور تقسیم کا انتظام کیا گیا۔

سرفراز خاں صاحب اپنی تالیف قصۂ نجد (ص:۵۳) پر رقم طراز ہیں:

''ہند میں صوفیائے کرام کے پیروکاروں کو ایک دم چیلنج نہیں کیا جاسکتا تھا، اس کے لئے ایک متوازی محاذ قائم کرنے کی ضرورت تھی اور وہ ضرورت سید احمد اور شاہ اسمٰعیل نے پوری کردی۔ برصغیر میں مسلمانوں کی دو بڑی قوتیں شیعہ، سنی لڑ بھڑ کر تھک گئے، انہیں مزید لڑانا انگریز کے لئے آسان نہ تھا۔ اس کا بدل نجدیت کو درآمد کرکے ہی ممکن تھا۔''

یہی نہیں بلکہ بطورِ انعام و نوازشات فرنگی حکومت نے انہیں برطانوی شہریت بھی بخشی، یہی وجہ ہے کہ آج برطانیہ میں زیادہ تر دینی مدارس انہی فرنگی دوست علماء کے تلامذہ یا تلامذۃ التلامذہ کے قائم کردہ ہیں۔ اس سے ان کے آپس کے ربط کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔

قارئین کرام! یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ برطانوی استعمار کے ایجنڈے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جو افراد یا گروہ آلۂ کار بنا ان کا تعلق گستاخانِ رسول و اولیاء سے تھا اور آج امریکی استعمار کے تازہ ایجنڈہ شروعی حدود میں ترمیم و تنسیخ اور صوفی ازم کی جدید تشریح و تبلیغ کے لئے جو لوگ آلۂ کار ہیں، ان کی بھی ذہنی ہم آہنگی اسی گروہ کے ساتھ ہے جس کو عرف عام میں وہابی کہا جاتا ہے۔ یہ عوام اہلِ سنت کے لئے عموماً اور علماء و مشائخ اہلِ سنت کے لئے خصوصاً لمحۂ فکریہ ہے۔ اگر ہم نے اب بھی اپنی صفوں میں اتحاد، یکجہتی، ہم آہنگی اور نظم و ضبط پیدا نہ کیا اور خانقاہی نظام میں در آئی خرابیوں کو درست کرکے اہل حضرات یعنی صاحبانِ علم و معرفت کو مسندِ ارشاد و تبلیغ پر صدر نشین کیا تو نتائج کے ذمہ دار ہم خود ہوں گے۔ دشمنانِ اسلام کا ایجنڈا آپ کے سامنے ہے۔

ز راہِ میکدہ یاران عنان بگردانند
چرا کہ حافظ ازین راہ رفت مفلس شد

تفسیرِ رضوی

سورة البقرة

معارفِ قرآن
من افاضاتِ امام احمد رضا

گزشتہ سے پیوستہ

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

رابعاً: ازالة العار بحجر الكرائم عن كلاب النار (۱۳۱۶ھ)

دیکھئے باراول ۱۳۱۷ھ کو عظیم آباد میں چھپا، اس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں، ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے۔

خامساً: اسمٰعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے، یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے جب تک ان کی صریح دشنامیوں پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر اٹھتر ۷۸ وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے، سبحن السبوح، میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ! میں ہرگز انکی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان (گنگوہی وانبیٹھی اوران کے اذناب دیوبندی) جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگر چہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ (کنز العمال ۱/۱۹۳، حیدرآباد دکن)

جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے

"فان الاسلام يعلو ولا يعلى"

اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا (مترجم)

(بخاری ۱/۱۸۰، باب اذا اسلم الصبی الخ، سنن الدار قطنی ۳/۲۵۲ باب المھر، ملتان)

مسلمانو مسلمانو! تمہیں اپنا دین وایمان اور روز قیامت وحضور بارگاہ رحمن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جس بندۂ خدا کی دربارۂ تکفیر، یہ شدید احتیاط، یہ جلیل تصریحات، اس پر تکفیر تکفیر کا افتراء کتنی بے حیائی، کیسا ظلم کتنی گھنونی ناپاک بات، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے ہیں۔

اذا لم تستحی فاصنع ماشئت .

(بخاری ۲/۹۰۴ باب اذا لم تستحی الخ)

جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔

ع بے حیا باش وآنچہ خواہی کن

مسلمانو! یہ روشن واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے (اوران دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی) ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ ورسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کا افتراء ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی، قطعی، واضح روشن جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دیکر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔

یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک ان کی دشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر (۷۸) وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دیکر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ! میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہوئی؟ جب ان سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی؟ حاش للہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت وعداوت صرف محبت و

عداوت خدا اور سول ہے، جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی۔ (جیسے تھانوی صاحب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ان کی سخت گالی ۱۳۱۹ھ میں چھپی، اس سے پہلے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے بلکہ ایک وقت وہ تھا کہ مجلس میلاد مبارک، قیام میں شریک اہل اسلام ہوتے۔۱۲) یا اللہ و رسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی، اسوقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا، غایت احتیاط سے کام لیا حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا، جب صاف صریح انکار ضروریات دین ودشنام دہی رب العالمین وسید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابرائمہ دین کی تصریحیں سن چکے '' من شک فی عذا به و کفره فقد کفر '' (ردالمحتار علی الدرالمختار ۳/۳۱۷)

جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا۔

و ذلک جزاء الظالمین ''(اور ظالموں کی یہی سزا ہے)

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

'' قُلْ جاءَ الحقُّ وزهقَ الباطِلُ اِنَّ الباطِلَ کانَ زهوقاً.

(پ ۱۵، ع ۹، بنی اسرائیل)

کہہ دو کہ آیا حق اور مٹا باطل، باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا۔

اور فرماتا ہے: ''لا اکراهَ فی الدینِ قَد تبیَّنَ الرّشدُ مِنَ الغیِّ.

(پ ۳، ع ۲، البقرۃ)

دین میں کچھ جبر نہیں حق راہ، صاف جدا ہوگئی ہے گمراہی سے۔

یہاں چار مرحلے تھے۔

ا:۔ جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا، چھاپا ضرور وہ اللہ و رسول جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و دشنام تھا۔

۲:۔ اللہ و رسول جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔

۳:۔ جو انہیں کافر نہ کہے، جو انکا پاس لحاظ رکھے، جو ان کی استادی یا رشتہ یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے، قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔

۴:۔ جو عذر و مکر جہال وضلال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل و ناروا و پادر ہوا ہیں۔

یہ چاروں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ واضح و روشن ہوگئے جن کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیات کریمہ نے دئے، اب ایک پہلو پر جنت وسعادت سرمدی، دوسری طرف شقاوت و جہنم ابدی ہے، جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن چھوڑ کر زید و عمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا باقی ہدایت رب العزت کے اختیار ہے۔

حسام الحرمین دیکھنے کی تلقین

بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی مگر ہمارے عوام بھائیوں کو مہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، مہریں علمائے کرام حرمین طیبین سے زائد کہاں کی ہونگی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا، لہٰذا اپنے عام بھائیوں کی زیارت واطمیں ان کو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی وخوش اسلوبی و جوش دینی سے ان عمائد اسلام نے تصدیقیں فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب،، حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ،، میں گرامی بھائیوں کے پیش نظر اور ہر صفحہ کے مقابل سلیس اردو میں اس کا ترجمہ،، مبین احکام وتصدیقات اعلام،، جلوہ گر۔

الٰہی اسلامی بھائیوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرما اور ضدو نفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب کے مقابل زید و عمرو کی حمایت سے بچا، صدقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کا۔ آمیں۔ (تمہید ایمان ۶۸ تا آخر)

جاری ہے.........

معارف حدیث
من افاضاتِ امام احمد رضا

گزشتہ سے پیوستہ

۸۔ فِرَق بَاطِلَہ

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں انکا ایک بدلقب ہوگا کہ انہیں رافضی کہا جائیگا۔ سلف صالحین پر طعن کریں گے، اور جمعہ و جماعت میں حاضر نہ ہونگے۔ انکے پاس نہ بیٹھنا، نہ انکے ساتھ کھانا کھانا، نہ انکے ساتھ پانی پینا، نہ انکے ساتھ شادی بیاہ کرنا، بیمار پڑیں تو انکو پوچھنے نہ جانا، مر جائیں تو انکے جنازہ میں نہ جانا، نہ ان پر نماز پڑھنا، اور نہ انکے ساتھ نماز پڑھنا۔

۱۲۹۔ عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی الله تعالی عليه وسلم: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأتُونَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا اَنْتُمْ وَ لَا آبَاءُ كُمْ، فَاِيَّاكُمْ وَ اِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَ لَا يَفْتِنُوْنَكُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ فریبی جھوٹے پیدا ہونگے جو تمہارے پاس ایسی باتیں لیکر آئیں گے جنکو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے آباء واجداد نے۔ لہٰذا انکو اپنے سے دور رکھنا اور ان سے خود دور رہنا۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، یا فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

(۴) امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

یہ فرقے اور اسی طرح دیوبندی اور نیچری غرض کہ جو بھی ضروریات دین میں سے کسی شیٔ کا منکر ہو سب مرتد کافر ہیں۔ ان کے ساتھ کھانا پینا، سلام علیک، کرنا، انکی موت حیات میں کسی طرح کا کوئی اسلامی برتاؤ کرنا سب حرام ہے، نہ انکی نوکری کرنے کی اجازت، نہ انہیں نوکر رکھنے کی اجازت کہ ان سے دور بھاگنے اور انہیں اپنے سے دور رکھنے کا حکم ہے۔ فتاوی رضویہ ۹۵/۶

(۵) بد مذہب کی خوشنودی حاصل نہ کرو

۱۳۰۔ عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی الله تعالی عليه وسلم: مَنْ سَلَّمَ عَلٰی صَاحِبِ بِدْعَةٍ أَوْ لَقِيَهُ بِالْبِشْرِ اَوِ اسْتَقْبَلَهُ بِمَا يَسُرُّهُ فَقَدِ اسْتَخَفَّ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ. صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی بد مذہب کو سلام کرے، یا اس سے بکشادہ پیشانی ملے، یا ایسی بات کے ساتھ اس سے پیش آئے جس میں اسکا دل خوش ہو تو اس نے اس چیز کی تحقیر کی جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔ فتاوی رضویہ حصہ دوم ۱۹۳/۹

۹۔ تقدیر و تدبیر

(۱) تقدیر کا بیان

۱۳۱۔ عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنهما قال۔ سمعت رسول الله صلی الله تعالی عليه وسلم يقول: كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلْقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ قَبْلَ السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضِ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَ كَانَ عَرْشُهُ عَلَی الْمَاءِ. مالی الجیب ص ۲۷

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیریں آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل لکھیں اس وقت عرش الٰہی پانی پر تھا۔

(۲) مسئلہ تقدیر میں بحث منع ہے

۱۳۲۔ عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال :اجتمع أربعون رجلا من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم فینظرون فی القدر و الجبر، فمنهم أبو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما، فنزل الروح الأمین جبرئیل علیه الصلوۃ و السلام فقال : یا محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اُخرج علی اُمتک فقد أحدثوا، فخرج علیهم فی ساعة لم یکن یخرج علیهم فیها فأنکروا ذلک منه و خرج علیهم ملتمعا لونه متورئة وجنتاه کأنما نفقا بحب الرمان الحامض، فنهضوا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم حاسرین أذرعتهم ترعد أکفهم و أذرعتهم فقالوا: تبنا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم فقال : أَوْلیٰ لَکُمْ أَنْ کِدْتُمْ لَتُوْجِبُوْنَ ، أَتَانِی الرُّوْحُ الْأَمِیْنُ فَقَالَ: أُخْرُجْ اِلیٰ اُمَّتِکَ یَا مُحَمَّدُ! فَقَدْ أَحْدَثَتْ.

حاشیہ مسامرہ ومسایرہ ص ۲۶۷

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ چالیس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجتماع ہوا جس میں مسئلہ تقدیر و جبر پر غور ہونے لگا۔ان میں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق أعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے،فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اپنی امت کی طرف تشریف لائیے، انہواں نے کچھ نئی باتیں نکالنا شروع کردی ہیں، سرکار فوراً ایسے وقت تشریف لائے جبکہ اس وقت میں عموماً حضور تشریف نہیں لاتے تھے،اور وہ حضرات اس وقت حضور کی آمد سے ناواقف تھے۔ چنانچہ سرکار تشریف لائے اس حال میں کہ آپکا رنگ چمک رہا تھا، رخسار مبارک گلاب کی طرح سرخ تھے گویا انار کے دانوں کا رنگ نچوڑ دیا گیا ہے۔تمام صحابہ کرام بیساختہ اٹھ کر بارگاہ رسالت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ انکی کلائیاں کھلی تھیں اور ہتھیلیوں اور کلائیوں پر کپکپی طاری تھی ۔عرض کرنے لگے :ہم اللہ و رسول کی بارگاہ میں رجوع لائے،حضور نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرئیل امین آئے مجھ سے کہا: کہ آپ اپنی امت کی طرف تشریف لیجائیے کہ انہوں نے نئی باتیں نکالی ہیں۔۱۲م

(۳) تقدیر بحر عمیق ہے

۱۳۳. عن عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ تعالی عنه عن أمیر المؤمنین مولی المسلمین علی کرم اللہ تعالیٰ وجهه الکریم إنه خطب الناس یوما فقام الیه رجل ممن کان شهد معه الجمل، فقال: یاأمیر المؤمنین !أخبر نا عن القدر، فقال: بحر عمیق فلا تلجه، قال : یا أمیر المؤمنین ! أخبرنا عن القدر، قال : سر اللہ فلا تتکلفه، قال : یا أمیر المؤمنین ! أخبرنا عن القدر، قال : أما اذا أبیت فإنه أمر بین أمرین، لا جبر ولا تفویض، قال : یا أمیر المؤمنین ! إن فلانا یقول بالا ستطاعة ، وهو حاضر، فقال: علیّ به، فأقاموه، فلما رأه سل سیفه قدر أربع أصابع، فقال: الاستطاعة تملکها مع اللہ أو من دون اللہ، و إیاک أن تقول أحد هما فترتد فأضرب عنقک، قال: فما أقول یا أمیر المؤمنین! قال : قل: أملکها باللہ الذی إن شآء ملکنیها.

حوالہ جات

۱۲۹. الصحیح لمسلم، المقدمة، ۱/۱۰

☆ کنز العمال للمتقی، ۲۹۰۲۴، ۱۰/۱۹۴

☆ حلیة الاولیاء لابی نعیم، ۴/۹۵

☆ دلائل النبوة للبیهقی، ۶/۵۴۸

☆ تنزیه الشریعة لابن عراق،

☆ میزان الاعتدال للذهبی، ۲۲۸۴

۱۳۰. کنز العمال للمتقی، ۲۵۲۶۱

☆ تاریخ بغداد للخطیب، ۱۰/۲۶۴

۱۳۱. الصحیح لمسلم، القدر، ۲/۳۳۵

۱۳۲. المعجم الکبیر للطبرانی، ۲/۹۵

۱۳۳. حلیة الالیاء لابی نعیم

جاری ہے.........

معارف القلوب

فصل دھم: کتاب: احسن الوعاء لآداب الدعاء

مبحث دعا کے متعلق چند نفیس سوال و جواب میں

﴿گزشتہ سے پیوستہ﴾

مصنف: رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمن

شارح: مجدد اعظم امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن محشی: محمد اسلم رضا قادری

فقیر نے کہا:

''اے عزیز! جو شخص نبی ﷺ سے بڑھ کر کوئی امر اختیار کرے اپنے کام میں خجالت اٹھائے۔ بشر حافی نے اگر یہ سمجھ کر جوتا پہننا چھوڑا، پاخانے پیشاب کے لئے کس جگہ کو مقرر کیا۔ آیت کے یہ معنی نہیں، بلکہ یہ مراد ہے کہ جس بادشاہ کے فرش پر جوتا پہن کر پھریں یا پاخانہ پیشاب کریں، خراب و ناپاک ہوجائے۔ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ O زمین کو ہم نے فرش کیا پس کیا اچھے ہیں ہم بچھانے والے کہ ہمارے فرش پر تمام جہان چلتا پھرتا پاخانہ پیشاب کرتا ہے، مگر خراب نہیں ہوتا۔ جس وقت نجاست خشک ہوکر زائل ہوتی ہے، بے دھوئے اس پر نماز جائز ہوتی ہے۔

قولِ رضا: اس حکایت کے ایراد سے (۳۹۸) مقصودِ حضرت مصنف قدس سرہ صرف اس قدر کہ جو دقیقہ سنت نے نامعتبر رکھا، دوسرا اس کا اعتبار نہیں کرسکتا۔ ولہٰذا حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو جب یہ خیال آیا کہ پاخانے جانے میں نجاست کی مکھیاں کپڑوں پر بیٹھتی ہیں، نماز کے لئے لباسِ جداگانہ چاہئے، فوراً اس سے رجوع فرمائی کہ صحابہ کرام، ائمہ دین تھے۔ جب انہوں نے یہ امر روا رکھا، دوسرا کون اسے معیوب کہہ سکتا ہے؟

رہا اُن ولی اللہ کا اعتراض وہ اس وجہ پر متوجہ ہے جو بیان کرنے والے نے ذکر کی، نہ معاذ اللہ حضرت حافی قدس سرہ الصافی کی برہنہ پائی پر۔ ان کی برہنہ پائی کی وجہ وہ تھی جو خود انہوں نے بیان فرمائی اور امام یافعی نے روض الریاحین میں ذکر کی کہ وہ امیر کبیر تھے، رئیسانہ عیش و عشرت میں بسر کرتے۔ ایک دن اپنی مجلس بزمی میں تھے، کہ دروازے پر کسی فقیر نے آواز دی۔ کنیز گئی، فقیر نے پوچھا تیرا آقا کیا کرتا ہے؟ اس نے بیان کیا۔ کہا تیرا آقا بندہ ہے یا آزاد؟ کہا آزاد۔ کہا سچ کہتی ہے، بندہ ہوتا تو بندگی میں ہوتا۔ یہ آواز حضرت بشر کے گوش مبارک میں پڑی۔ فوراً حال متغیر ہوا۔ بیتابانہ ننگے پاؤں دوڑے، فقیر کو نہ پایا۔ دنیا چھوڑی، محبت مولیٰ کے رنگ میں رنگے گئے مگر اس دن سے جوتا نہ پہنا۔ اگر کوئی پوچھتا، فرماتے۔ میرے مولیٰ نے مجھ سے اسی حالت پر صلح کی یعنی جس وقت جذبِ الٰہی نے مجھے اپنی طرف کھینچا میں اس وقت ننگے پاؤں ہی تھا، لہٰذا اسی حال پر رہنا چاہتا ہوں۔ اب ان کی قدر برہنہ پائی دیکھئے جب تک زندہ رہے تمام جانوروں نے راستوں میں لید، گوبر، پیشاب کرنا چھوڑ دیا کہ حافی کے پاؤں خراب نہ ہوں۔ ایک دن کسی نے بازار میں لید پڑی دیکھی، کہا انا للہ وانا الیہ راجعون (۳۹۹) پوچھا گیا، کیا ہے؟ کہا حافی نے انتقال کیا۔ تحقیق کے بعد یہی امر نکلا۔ رضی اللہ تعالیٰ عن اولیائہ ونفعنا ببرکاتھم فی الدنیا والدین امین (۴۰۰)

جواب: اس شبہ کا تین وجہ سے ہے۔

پہلی وجہ: پیغمبر خدا ﷺ خلق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے تشریف لائے۔ بعض اوقات حضور اَولیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار فرماتے تاکہ لوگ اس کے جواز سے واقف ہوں۔ یہ مفضول ان کے لئے ہزار افضل اور یہ ادنیٰ لاکھ اعلیٰ سے اولیٰ تھا۔ حضور ﷺ کا یہ فعل بھی اسی قسم

سے ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ دعا و سوال ہمارے لئے ہے۔ ترک خواست خواص کے لئے خاص ہے۔

قولِ رضا: حضور اقدس ﷺ شارع ہیں۔ حضور کا فعل عام امت کی اقتداء کے لئے ہے۔ حضور اگر اپنے مقامِ عالیٰ سے عامۂ خلق کے لئے تنزل نہ فرمائیں، اتباعِ سنت تمام جہان کو محال ہوجائے۔ ولہٰذا تمام رات شب بیداری اور رمضان مبارک کے سوا پورے مہینے کے روزے کبھی حضور رحمت عالم ﷺ سے منقول نہیں۔ شب کو قیام بھی فرماتے اور آرام بھی۔ نفلی روزے بھی رکھتے اور افطار بھی۔ ایک بار استنجاء فرمایا۔ فاروقِ اعظم پانی حاضر لائے۔ ارشاد ہوا یہ کیا ہے؟ عرض کی حضور کے وضو کو پانی۔ فرمایا مجھے حکم نہ دیا گیا کہ ہر پیشاب کے بعد وضو فرماؤں۔ ولو فعلت لکانت سنة۔ "اور میں ایسا کرتا تو سنت ہوجاتا۔"

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر وقت باوضو رہنا افضل نہیں۔ یا اکابر بندگانِ خدا کا تمام رات عبادت میں گزارنا، ایامِ محرمہ (۴۰۱) کے سوا نفلی روزے رکھنا خلافِ سنت ہے۔ یہ مقاصدِ شارع سے محض ناواقفی و جہالت ہے ﴾

دوسری وجہ: انسان ہر وقت ایک مقام پر نہیں رہتا، ورنہ کارخانہ ہدایت و نصیحت میں فتور واقع ہو۔ ایک روز حضرت حنظلہ، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنے لگے۔ حنظلہ منافق ہوگیا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے حال پوچھا۔ کہا جب تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتا ہوں، اپنے ذیل میں ذوق و شوق پاتا ہوں۔ جب مجلسِ اقدس سے جدا ہوا اور اہل و عیال سے ملا، وہ ذوق و شوق نہیں رہتا۔ فرمایا اپنا بھی یہی حال ہے، چلو حضور سے یہ حال عرض کریں۔ عرض کی۔ فرمایا "آدمی ایک حال پر نہیں رہتا۔ اگر تم ایک حال پر رہو تو کپڑے پھاڑ کر نکل جاؤ اور عورتوں اور بچوں سے کنارہ کرو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔"

منقول ہے، کسی نے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بوئے پیراہن مصر سے سونگھی اور کنعان کے کنوئیں میں ان کی خبر نہ لی۔ فرمایا ہمارا حال یکساں نہیں رہتا۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

پس سید عالم ﷺ کا بعض احوال میں دعا فرمانا، بعض دیگر احوال میں اولیتِ ترک کے منافی نہیں۔ (۴۰۲) اسی واسطے کہتے ہیں بعض وقت دعا اور بعض وقت اس کا ترک اَولیٰ ہے اور صفت اس کی باشارۂ قلب اُسی وقت معلوم ہوتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(۳۹۸) یعنی اس حکایت کو یہاں ذکر کرنے سے مقصود............۔

(۳۹۹) ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ سورۃ البقرہ، آیت: ۱۵۶، ترجمہ کنزالایمان

(۴۰۰) اللہ عزوجل اپنے اولیاء سے راضی ہوا اور ہمیں ان مقدس حضرات کی برکتوں سے دین و دنیا میں نفع پہنچائے۔ آمین۔

(۴۰۱) وہ ایام کہ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ وہ سال کے پانچ دن ہیں۔ چار دن عیدالاضحیٰ کے اور ایک دن عیدالفطر کا۔

(۴۰۲) یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کے حق میں افضل و اَولیٰ تو ترکِ دعا ہے۔ اس کے باوجود اللہ عزوجل کے پیارے محبوب ﷺ کا بعض اَحوال میں دعا فرمانا، اُس افضل و اَولیٰ کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ ان کا ہر فعل اُمت کی تعلیم کے لئے ہے۔

﴿ جاری ہے............ ﴾

مولانا شاہ عبد العَلیمُ صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ

ستّر ہزار سے زائد افراد کو آپ نے مشرف بہ اسلام کیا

سیّد محمد ریاست علی قادری مرحوم *

حق اور انصاف کا تقاضہ ہے کہ تحریک پاکستان کے ان محسنوں کی خدمات کا تاریخی حقائق وشواہد کی روشنی میں جائزہ لیا جائے جنہوں نے سالہا سال کی جدوجہد کے بعد پاکستان حاصل کیا۔ مسلمانانِ ہندوپاک کی رہنمائی ہمیشہ علماء ومشائخ نے کی اور جب بھی کوئی ضرورت پڑی تو علماء میدان عمل میں آئے اور ہر طرح کی قربانیاں دیں ان لوگوں نے دین حق کی تبلیغ کے سلسلے میں کبھی ذاتی اغراض ومقاصد اور نام ونمود کو اپنے قریب نہ آنے دیا۔ انہیں کی ولولہ انگیز قیادت میں مسلمانانِ ہند نے عظیم قربانیوں کے بعد پاکستان حاصل کیا۔ تحریک آزادی ہند کی پہلی اور تاریخی اینٹ اسی وقت رکھدی گئی تھی جس دن انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے قدم جمائے تھے۔

۱۸۵۷ء میں مسلمانانِ ہند نے اپنا خون بہا کر آزادیٔ ہند کے عظیم مشن کو زندہ وتابندہ کیا۔ کیا پاکستان کی کوئی تاریخ علماء ومشائخ کے عظیم الشان کارناموں کا احاطہ وتذکرہ کئے بغیر مکمل ہوسکتی ہے؟ یہ عظیم شخصیتیں اور لاکھوں انسانوں کے مقتدا کون ہیں؟ وہی تو ہیں جنہوں نے "بنارس سنی کانفرنس" کے فقید المثال اجتماع میں کھل کر پاکستان کی حمایت کی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مسلک اور پیروؤں میں جہاں صدر الافاضل مولانا حضرت سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید محمد شاہ محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی، حضرت مولانا سید امجد علی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چوہڑوی، حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا پیر سید مغفور القادری، حضرت مولانا ابوالحسنات قادری، حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب گولڑہ شریف اور حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی قابل ذکر ہیں وہاں حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لئے بغیر بات بنتی نظر نہیں آتی۔ مولانا حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ خاص ہونے کی وجہ سے اہل سنت والجماعت میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار صفِ اول کی ان عظیم ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے نہ صرف آزادیٔ ہند کی جدوجہد میں کارہائے نمایاں انجام دیئے بلکہ قیامِ پاکستان اور آگے چل کر استحکامِ پاکستان کے سلسلے میں بھی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان سے والہانہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ آپ کے اس دلی لگاؤ کا اندازہ ان تاریخی یادگار دعائیہ کلمات سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے پاکستان بننے کے بعد رب کائنات کے حضور کہے تھے جس کا ذکر ان کی کتاب "ذکرِ حبیب ﷺ" میں درج ہے۔ "اے غلاموں کے سر پر تاج رکھنے والے! اے بے پناہوں کو پناہ دینے والے! سن لے! سن لے! ہم بے

---

* بانی، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

کسوں کی سن لے! ہم سیہ کاروں کے سبب اپنے دین کو بدنام نہ ہونے دے! دین کی عزت رکھ لے! علم کو سرنگوں نہ ہونے دے! ہمیں قوت دے! طاقت دے! عزت دے! حمیّت دے! غیرت دے! برصغیر میں جو چھوٹی سی آزاد و خود مختار پاکستانی حکومت تو نے محض اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے اس کی حفاظت فرما! اسے قوی سے قوی تر بنا! صحیح معنیٰ میں اسلامی دولت، اسلامی سلطنت اور دینی مملکت بنا! جہاں تیرا قانون، تیرے احکام جاری ہوں، تیرے دین کا علم بلند ہو اور تیرے نام کا ابدالآباد تک بول بالا رہے! مولیٰ! مولیٰ! اے رحم کرنے والے! اے کرم والے مولیٰ! ہماری دعائیں قبول فرما!"

کس قدر افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ انگریزی سامراج سے ٹکر لینے والے اور برطانوی قصرو پارلیمان کی بنیادیں ہلانے والے اسلامی حکومت کے اولین معماروں کے کارناموں کو پس پشت ڈالدیا جائے۔ وقت کا اہم تقاضہ ہے کہ پاکستان کے بنانے میں جن حضرات نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور اپنی زندگیاں ختم کردیں، ان کے کارناموں کو نئی نسل کے سامنے پیش کیا جائے جنہوں نے پاکستان کو اقوام عالم میں متعارف ومقبول کیا۔ ہمارا دینی، اخلاق، قومی اور ملی فریضہ ہے کہ ہم ان کو خراج عقیدت پیش کریں اور آنے والی نسلوں کو ان کے عظیم کارناموں سے روشناس کرائیں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع وعمیق ہے کہ ان کا احاطہ کرنا مجھ جیسے کم مایہ اور حقیر کے بس میں نہیں۔ شاہ صاحب رحمۃ نے چالیس سال تک افریقہ، امریکہ، انگلینڈ، انڈونیشیا، سنگاپور اور ملایا وغیرہ میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور ستر ہزار کے لگ بھگ غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پر اسلام میں داخل ہوکر سعادت ابدی حاصل کی۔ آج حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی ہم میں نہیں لیکن ان کے گرانقدر کارنامے ہمیشہ ان کی یاد دلاتے رہیں گے۔ ان کی روز وشب کی کاوشوں اور انتھک محنت وجدوجہد سے براعظم افریقہ نور اسلام سے منور ہوا۔ انہوں نے تاریک براعظم کے تاریک دلوں کو اسلام کا ابدی پیغام پہنچایا۔ ان کی علمی و روحانی شخصیت سے وہاں کے بڑے بڑے مفکرین متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ مشہور انگریز اور عالمی شہرت یافتہ مفکر جارج برنارڈ شا حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے اتنا زیادہ متاثر ہوا کہ تنگی وقت کا شکوہ کرتے ہوئے بولا! "افسوس ہے کہ مجھے زیادہ دیر تک آپ سے گفتگو کا موقع نہ مل سکا" اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور جارج برنارڈ شاہ کے درمیان مناظرہ ہوا جس سے جارج برنارڈ شا پر آپ کی علمی دھاک بیٹھ گئی اور وہ اسلام کے ابدی اصولوں سے اتنا متاثر ہوا کہ یہ جملہ کہے بغیر نہ رہ سکا جو تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ "آئندہ سو سال بعد دنیا کا مذہب صرف اسلام ہی ہوگا۔"

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اسقدر ہیں کہ پوری دنیا ان کے کارناموں سے مالا مال ہے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک ان کی خدمات کا اگر جائزہ لیا جائے تو ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی جس وقت ہندوستانی مسلمان اپنی جدوجہد آزادی اور قیام پاکستان کے سلسلے میں مصروف جہاد تھے اس وقت بیرونی دنیا میں تحریک پاکستان کو روشناس کرانے کے لئے ان کے پاس کوئی مسلمان نہ تھا جس کی وجہ سے ہندو اور کانگریسی

مسلمان عالم اسلام میں ہندی مسلمانوں کے خلاف گٹھ جوڑ میں لگے ہوئے تھے اور پاکستان کے مطالبے کو ''دیوانے کا خواب'' سے تعبیر کررہے تھے۔ ایسے میں اسلام کا یہ فرزند جلیل اور مجاہد اپنے ہم مسلک علماء ومشائخ اور دوسرے پاکستان دوست حضرات کی طرح تحریک پاکستان کیلئے دن ورات کام میں مشغول تھا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تحریک پاکستان کے ان عظیم مجاہدین میں ہوتا ہے جن کی خدمات کو تاریخ پاکستان میں سنہری الفاظ سے لکھا جانا چاہیے۔ آپ کی ذات شریف پر نہ صرف پاکستان بلکہ پورا عالم اسلام نازاں ہے۔ پاکستان کے خلاف ہندوؤں اور کانگریسی مسلمانوں کی سرکوبی کے لئے آپ نے ملک گیر دورے کئے۔ نیز بیرون ملک جاکر دشمن کے عزائم کو خاک میں ملایا۔ پاکستان آخرکار اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بن کر رہا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرب ممالک میں جاکر وہاں کے علماء اور عوام کو تحریک پاکستان سے متعارف کرایا اور ان کی تائید وحمایت حاصل کی آپ کی انہیں خدمات کے سلسلے میں قائداعظم نے زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے پاکستان بننے کے بعد شاہ صاحب کو اسلامی ممالک میں پاکستان کا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ شاہ صاحب نے اس مشن کو اس حس طریقے سے انجام دیا کہ پاکستان کا وقار بیرونی ممالک میں بڑھ گیا اور جو ممالک پاکستانی مملکت سے اس وقت تک نا آشنا تھے پاکستان سے واقف ہوئے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمان ملکوں کا دورہ کیا جن میں مصر، فلسطین، شام، لبنان، عراق اور اردن شامل تھے۔ بعد میں آپ نے پوری دنیا کا تبلیغی دورہ کیا۔ برما، ملائیشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، ویت نام۔ چین، جاپان، فلپائن، سری لنکا، ماریشیس، مڈغاسکر۔ جنوبی افریقہ، پرتگال، مشرقی افریقہ، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، بلجیم، کانگو، حجازِ مقدس، فرانس، برطانیہ، جزائر غرب الہند، گیانا، امریکہ، کینیڈا وغیرہ کے تبلیغی دورے کرکے وہاں کے لوگوں کو دین حق کا پیغام سنایا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی ۱۵/ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ مطابق ۳/ اپریل ۱۸۹۳ء میں ضلع یوپی بھارت کے مشہور شہر میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ یہ وہی میرٹھ ہے جہاں سے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کی ابتدا ہوئی تھی۔ آپ کے والد ماجد اپنے وقت کے مشہور ومعروف عالم دین تھے جن کا اسم گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ سولہ سال کی عمر میں درس نظامی کا امتحان اول پوزیشن میں پاس کیا۔ علوم جدیدہ کے حصول کے لئے آپ نے اٹاوہ ہائی اسکول سے میٹرک کے بعد میرٹھ کے ایک کالج میں داخلہ لیا اور وہاں سے ۱۹۱۷ء میں امتیازی حیثیت سے بی۔ اے کیا۔ اسی دوران امام اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جہاں علم ومعرفت کے موتیوں سے آپ کو نوازا گیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں آپ کو ایک منفرد مقام حاصل رہا۔ پیر ومرشد کی خاص نظر سے آپ آفتاب کی طرح چمک کر آسمان پر ایسے نمودار ہوئے کہ اپنی روحانی اور علمی لیاقت سے لاکھوں انسانوں کو مستفید کیا۔ ۲۳/ ذوالحجہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۲/ اگست ۱۹۵۴ء کو آپ کا وصال مدینہ طیبہ میں ہوا اور آپ جنت البقیع میں خاتون جنت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قدموں میں دفن ہوئے۔

☆☆☆

محدثِ بریلوی اور تعلیم و تعلّم

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی*

علم ''اجالا'' ہے۔ ایسا اجالا کہ جو چھپائے نہیں چھپتا، مٹائے نہیں مٹتا، عام کرنے سے نہیں گھٹتا۔ قرآنِ مقدس میں تعلیم و تعلّم سے متعلق بہت سے مضامین آئے ہیں۔ قرآنِ مقدس کی سمجھ کے لئے بھی علم چاہئے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

اَلرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ O

ترجمہ: ''رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا'' [۱]

قرآن علم و حکمت کا منبع ہے جس کی تعلیم حق تعالیٰ نے اپنے محبوب سید عالم ﷺ کو فرمائی اور صحابۂ کرام کی مقدس جماعت نے معلمِ کائنات سید عالم ﷺ سے قرآنِ مقدس کی تعلیم لی اور علوم سیکھے اور ان کا نقش بعد والوں کے لئے ہدایت ہوا اور وہ راہ بر و راہ نُما ٹھہرے۔

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

اللہ عزوجل نے اپنے آخری نبی حضور سید عالم ﷺ کو بھیج کر حق و باطل، اچھائی و برائی کے فرق کو واضح کر دیا۔ حق ظاہر فرما دیا اور ہر ایک کے لئے معیار ''علم'' بنایا تا کہ سچی راہ کا انتخاب بآسانی ہو۔ پھر اس کے لئے علمِ دین کو فرض قرار دیا گیا تا کہ ایمان و عقیدہ کی تعمیر و حفاظت ہو سکے اور نور و نار کے درمیان امتیازات کئے جا سکیں۔

حضور سید عالم ﷺ سے صحابہ نے، ان سے تابعین نے اور پھر بعد والوں نے علم سیکھا۔ اس طرح تعلیم و تعلّم کا سفر جاری رہا اور باضابطہ پہلی درس گاہ مسجد نبوی سے متصل قائم ہوئی اور اس سے اُٹھنے والے نور نے ساری کائنات کو روشن و منور کر دیا۔

اسلام نے جہاں علم کو اوّلیت دی ہے اور علمِ دین کا حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے وہیں علم سکھانے والے ''معلم'' (استاذ) کے مقام و مرتبہ کی پہچان بھی کروائی ہے۔ معلم کی اہمیت قرآن مقدس کے اس بیان سے بھی مزید واضح ہوتی ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ O

ترجمہ: ''تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔'' [۲]

علم و فن کو مسلمانوں نے ترقی دی۔ سرزمینِ عرب سے نمودار ہو کر اسلام کی کرنوں نے دیگر بلاد و امصار کو بھی روشن و منور کر دیا تو علم کا بھی نصیبہ جاگ اُٹھا۔ تحقیق و تدقیق کی راہیں کھلیں۔ قرآن جو علم و حکمت کا سرچشمہ ہے اس سے استفادہ عام ہوا۔ ذہن کی گرہیں کھلیں، مشاہدات و تجربات کے در کھل گئے۔ علم و فن کے نئے نئے پہلو متعارف ہوئے۔ مسلمانوں نے ہر علم و فن کو اسلام ہی کا مرہونِ منت جانا اور اصل علاقہ ''علمِ دین'' سے رکھا بایں ہمہ دنیا کے قائد و معلم رہے۔ ایک مسلمان عالمِ دین ہوتا تو ساتھ ہی سائنس، حکمت، ریاضی و دیگر علوم و فنون میں ماہر و مشاق۔ اکابر امت و علمائے امت نے اس قدر کو نبھائے رکھا۔ ہندوستان کی سرزمین پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدثِ بریلوی (ولادت ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء...... وصال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کی ذات شاہد ہے جن کی دینی و علمی اور تعلیمی خدمات نے مسلمانوں کے ایمان و ایقان کے تحفظ اور عروج و ترقی کی راہیں ہموار کیں۔

استحضارِ علمی: امام احمد رضا محدثِ بریلوی، علم و فن کا بحرِ عمیق، جس میں غواصی کی جائے تو تہہ نہ ملے۔ یہ اللہ عزوجل کا انعام و اکرام ہے۔ آپ کے استحضارِ علمی کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ آج عالمی یونیورسٹیوں میں آپ کے علوم و فنون، حیات و خدمات، دینی و فقہی بصیرت پر تحقیق کی جا رہی ہے جبکہ علوم و فنون کے اس مرجع نے نہ تو

---

* نوری مشن، مالیگاؤں، انڈیا

کسی کالج و یونیورسٹی میں پڑھا، نہ کسی ماہرفن کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ جو پڑھا، دین کا علم پڑھا۔ جملہ درسیات کی تکمیل اپنے والدِ ماجد مولانا نقی علی خاں بریلوی سے گھر پر کی۔ اپنے دورِ طالب علمی کے احوال بقلم محدثِ بریلوی ملاحظہ فرمائیں اور آپ کی استعدادِ علمی کی داد دیں:

''بچپن میں استاذ محترم نے ''علم الفرائض'' میں وارثوں کے حصے اور ان کی تقسیم کا طریقہ بتایا تھا وہ بھی زبانِ مبارک سے، کتاب کے بغیر، صرف ایک گھڑی کے اندر اور حساب کے صرف چار قاعدے سکھائے تھے:

۱۔جمع ۲۔تفریق ۳۔ضرب ۴۔تقسیم

ان قاعدوں کی تعلیم اس لئے دی تھی کہ علمِ فرائض میں جو علومِ دینیہ کا نصف ہے، ان کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اور علمِ ہیئت سے شرح چغمینی کے چند اوراق دائرۃ الارتفاع تک پڑھائے تھے۔ اور علمِ ہندسہ میں نصیر طوسی کی تحریر اقلیدس کی صرف شکلِ اول کی تعلیم دی تھی۔ میں نے جب سیدی والد (قدس الواجد سرہ الماجد) سے شکل اول تک پڑھا تو خدا معلوم انہوں نے مجھ میں کیا دیکھا کہ زیادہ پڑھنے سے روک دیا اور فرمایا اس میں اپنا وقت ضائع نہ کر، تو اپنی فکر اور ذہن کے ذریعہ خود ہی اس سب کو حل کرلے گا۔ اپنے آپ کو صرف علومِ دینیہ کی تحصیل وتکمیل میں مشغول رکھ۔ میں نے ان کے اس ارشادِ گرامی کی برکت اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہے۔ سب تعریفیں دن رات کے ابد رصرف اللہ تبارک شانہٗ کو ہیں اور علمِ تکسیر سے مثلث و مربع کے بعض طرق سکھائے۔ ازاں بعد فقیر نے قدرت والے رب کی مدد سے ان تمام علوم وفنون میں غواصی کی اور ان کے دقائق آسان کرکے ان کے اصحاب کو سکھائے اور ان کی کتابیں پوری چھان بین اور تنقید کے ساتھ پڑھائیں۔'' [۳]

مذکورہ سطور کے مطالعہ سے محدثِ بریلوی کے حزم و احتیاط، حکمت وتدبر اور علومِ دینیہ کی اہمیت وافادیت نیز تفنن طبع کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے اور آپ کی علمی بصیرت کا درخشاں پہلو اجاگر ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا تعلیمی انحطاط اور اخلاقی زوال اور مسلم معاشرے پر مغربی تمدن کے اثرات، فحاشی وعریانیت کی یلغار پوشیدہ نہیں۔ محدثِ بریلوی چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی زندگی اسلام کے سانچے میں ڈھل جائے اور اس کا اظہار کردار وگفتار، افکار واطوار اور افعال سے ہو۔ آپ تعلیم وتعلّم، درس وتدریس کے نشیب وفراز سے واقف اور علمی وفنی نزاکتوں سے آگاہ تھے اور نصاب کے لوازمات سے باخبر۔ ۷۰ سے زائد قدیم وجدید علوم وفنون کے ماہر اور لگ بھگ ایک ہزار کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کے تعلیمی نظریات قوم کی تعمیر وترقی اور فلاح واصلاح کے ضامن ہیں اور صحت مند مسلم معاشرے کی تشکیل میں معاون ہیں۔

فضلیتِ علم: امام احمد رضا محدثِ بریلوی علم کی فضیلت سے متعلق تحریر فرماتے ہیں: ''مصطفیٰ ﷺ، جنہوں نے علم وعلماء کے فضائلِ عالیہ ارشاد فرمائے، انہیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علماء وارث انبیاء کے ہیں، انبیاء نے درم ودینار ترکہ میں نہ چھوڑا، علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے، جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔'' [۴]

فرض عین علم: علامہ محمد عبدالمبین نعمانی تحریر فرماتے ہیں: ''آج کل علم کا بڑا چرچا ہے، تعلیم کو کافی فروغ بھی مل رہا ہے۔ تعلیم کی اہمیت وفضیلت پر تقریر وتحریر کے ذریعے زوردار انداز سے روشنی بھی ڈالی جارہی ہے۔ ''علم سیکھنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔'' اس کا بھی باربار ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس علم سے کون سا علم مراد ہے اس کی تعیین میں بہت من مانی سے کام لیا جاتا ہے جو جس علم کی اہمیت زیادہ سمجھتا ہے اس پر اس حدیث کو فٹ کرتا نظر آتا ہے بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ دنیاوی علم کے دلدادہ اور فرنگی تہذیب کے شیدا حضرات اس حدیث کو بہت زیادہ پڑھتے اور سناتے اور اس کے ذریعہ دنیاوی علم کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ دنیاوی علوم حاصل کرنا صنعت وحرفت اور سائنس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا منع نہیں۔ اسلام اور علمائے اسلام

نے ان سے کبھی منع نہیں کیا۔ البتہ اس بات کا غلط پروپیگنڈہ خوب کیا گیا۔ کسی چیز کا جائز ہونا اور بات ہے اور اس کی فرضیت چیزے دگر۔" ۵

فرض عین علم صرف "علمِ دین" ہے۔ رہی بات دیگر علوم کی اس تعلق سے محدثِ بریلوی نے قدرے وضاحت فرمائی ہے اور ان علوم کی تعلیم سے متعلق اسلامی احکام واضح کئے ہیں۔ جن کی بابت اس مقالے میں گفتگو ہوگی۔ محدثِ بریلوی رقم طراز ہیں: "فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ قرآن وحدیث سے صدہا دلائل اس معنی پر قائم کرسکتا ہے کہ مصداقِ فضائل (علم) صرف علومِ دینیہ ہیں وبس۔" ۶

دنیا بندۂ مومن کے لئے آخرت کی کھیتی ہے۔ ایک مسلمان کے لئے دنیا، دین سے جدا نہیں اور علمِ دین کے ثمرات تو دنیا آخرت میں بھی ظاہر ہوں گے۔ بایں سبب علمِ دین کا سیکھنا فرض قرار دیا گیا پھر دیگر علوم کی تعلیم بقدر ضرورت لی جاسکتی ہے۔

دین کا علم حاصل کئے بغیر دیگر علوم جغرافیہ، تاریخ وغیرہ میں وقت لگانا جائز نہیں اس لحاظ سے محدثِ بریلوی رقم طراز ہیں: "علمِ دین سیکھنا اس قدر کہ مذہب حق سے آگاہ ہے، وضو، غسل، نماز، روزے وغیرہا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو۔ تاجر تجارت، مزارع زراعت، اجیر اجارت، غرض ہر شخص جس حالت میں ہے اس کے متعلق احکامِ شریعت سے واقف ہو، فرض عین ہے جب تک یہ حاصل کرے، جغرافیہ، تاریخ وغیرہ میں وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔" ۷

غرضیکہ علم وہی ہے جس سے معرفتِ الٰہی عزوجل حاصل ہو اور سرکارِ اقدس سید عالم ﷺ کی ذات بابرکت کی پہچان ہو۔

فرضِ کفایہ علم: امام احمد رضا محدثِ بریلوی فرماتے ہیں: "ان ضروریات (فرض عین علم) سے فراغ کے بعد پورا علمِ دین فقہ، حدیث، تفسیر، عربی زبان، اس کی صرف، نحو، معانی، بیان، لغت، ادب وغیرہا آلات علومِ دینیہ بطور آلات سیکھنا سکھانا فرضِ کفایہ ہے۔" ۸

مباح علم: محدثِ بریلوی بعض فنون کا ذکر مباح کام کے زمرے میں کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "ہاں جو شخص ضروریاتِ دین مذکورہ سے فراغت پا کر اقلیدس، حساب، مساحت، جغرافیہ وغیرہا وہ فنون پڑھے جن میں کوئی امر مخالف شرعی نہیں تو ایک مباح کام ہوگا جبکہ اس کے سبب کسی واجب شرعی میں خلل نہ پڑے ورنہ

مبادا دل آں فرومایہ شاد   از بہر دنیا دہد دیں بباد" ۹

علومِ عقلیہ: امام احمد رضا محدثِ بریلوی فکرِ صحیح کے مالک تھے۔ آپ کا معیار وہی تھا جو قرآن وسنت نے دیا لہٰذا اس کسوٹی پر جسے کھرا پایا اسے قبول کیا اور جسے برخلاف اسے پامال کردیا اور اس سے قوم کو بچنے کی تلقین وتنبیہ فرمائی۔ علومِ عقلیہ (مثلاً سائنس، جغرافیہ، ہیئت، ریاضی وغیرہ) سے متعلق متوازن فکر دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "تو مطلقاً علوم عقلیہ کے تعلیم وتعلّم کو ناجائز بتانا یہاں تک کہ بعض مسائلِ صحیحہ مفیدہ عقلیہ پر اشتمال کے باعث توضیح وتلویح جیسی کتب جلیلہ عظیمہ دینیہ کے پڑھانے سے منع کرنا سخت جہالت شدیدہ و سفاہت بعیدہ ہے۔" ۱۰

دیگر علوم کی تحصیل: محدثِ بریلوی کے نزدیک دین کا علم سیکھنا ہی سب سے اہم وافضل ہے۔ اگر دیگر علوم کو دین کی بنیادوں پر سیکھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایک مقام پر منطق کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: "نفسِ منطق ایک علم آلی وخادم علم اعلی الاعالی ہے اس کے اصل مسائل یعنی مباحث کلیاتِ خمسہ وقول شارح وتقاسیم قضایا و تناقض وعکوس ضاعات خمس کے تعلّم میں اصلاً حرج شرعی نہیں، نہ یہ مسائل شرع مطہرہ سے کچھ مخالفت رکھیں۔" ۱۱

یہ ناروا ہے کہ علمِ دین کے سوا دیگر علوم میں منہمک ہورہے اور ان میں اپنے اوقات صرف کردے۔ چاہئے کہ دیگر علوم وفنون کو دین کی بنیادوں پر اور اس کے اصولوں کی روشنی میں سیکھا جائے۔ دینی ضرورت کے تحت یا مسائلِ شرع میں جو علوم معاون ہوں ان کا حاصل کرنا محمود ہے۔ محدثِ بریلوی کے مطابق:

"خصوصاً علمِ طب کا مفید ومحمود ومحتاج الیہ ہونا تو ظاہر، یونہی فرائض کے لئے ضروری حساب اور ہمیں معرفت صحیحہ اوقاتِ طلوعِ فجر، کاذب وصادق وشمس وضحوۂ کبریٰ واستواوظلِ ثانی غایۃ الارتفاع ومثلِ اوّل وثانی وغروبِ شمس وشفقِ احمر وابیض کہ نماز وسحری وافطار وغیرہا امورِ دینیہ ومسائلِ شرعیہ میں ان کی سخت حاجتِ عامہ کو بروجہ تحقیق بقدر قدرت بشری بے علم زیجات یا آلاتِ رصدیہ نامتصور، ان کی ناواقفی سے بہت لوگ سخت غلطیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔" ۱۲

جو علوم کسی نہ کسی طرح مفید وکارآمد ہیں ایسے علوم کو بقدرِ ضرورت حاصل کرنے کی اجازت ہے لیکن اسی میں مشغول ہو رہنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ محدثِ بریلوی کا یہ ارشاد جہاں بلاغت کا مرقع ہے وہیں فکر انگیز اور سینکڑوں صفحات پر بھاری ہے۔ محدثِ بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

"ہاں علم آلی سے بقدر آلیت اشتغال چاہئے۔ اس میں منہمک ہوجانے والا سَفِیہ، جاہل اور مقاصدِ اصلیہ سے محروم وغافل ہے، اسی طرح بہت اجزائے حکمت مثلِ ریاضی، ہندسہ وحساب وجبر ومقابلہ وارثماطیقی وسیاحت ومرایا ومناظر وجرثقیل وعلمِ مثلثِ کروی ومثلث مسطح وسیاستِ مدن وتدبیرِ منزل ومکائد حروب وفراست وطب وتشریح وبیطرہ وبیزرہ وعلم زیجات واسطرلاب وآلاتِ رصدیہ ومواقیت ومعادن ونباتات وحیوانات وکائنات الجو وجغرافیہ وغیرہا بھی شریعتِ مطہرہ سے مضادت نہیں رکھتے بلکہ ان میں بعض بلاواسطہ بعض بالواسطہ امورِ دینیہ میں نافع ومعین اور بعض دیگر دنیا میں کارآمد ہیں اگرچہ مقاصدِ اصلیہ کے سواحاجت سے زیادہ کسی شے میں توغل فضولی وبیہودگی ہے۔" ۱۳

ایک اور مقام پر محدثِ بریلوی ارشاد فرماتے ہیں: "ان (علومِ دینیہ) کے سوا کوئی علم شرع کے نزدیک علم، نہ آیات واحادیث میں وارد، اگرچہ عرف ناس میں یا باعتبار لغت اسے علم کہا کریں، ہاں آلات ووسائل کے لئے حکم مقصود کا ہوتا ہے مگر اسی وقت تک کہ وہ بقدر توسل وتقصد توسل سیکھے جائیں اس طور پر وہ بھی مورِ دِ فضائل ہیں۔" ۱۴

علومِ اسلامیہ کے سوا دیگر علوم کی تحصیل میں محدثِ بریلوی کے مذکورہ ضابطے کی روشنی میں ہم درج ذیل نتائج اخذ کرسکتے ہیں:

(۱) وہ علوم جو علومِ دینیہ کی سمجھ کے لئے ذریعہ ہوں مثل منطق، ریاضی، ہیئت وغیرہ ان کے حصول میں کوئی قباحت نہیں۔

(۲) بعض وہ علوم جو دین کے امور میں فیصلے کے صدور میں معاونت کرتے ہیں اور انہیں حاصل نہ کرنے پر غلطیوں کا احتمال ہو ایسے علوم کا حاصل کرنا محمود ہے۔

(۳) دین کے علم کے سوا دیگر علوم کا ہی ہو رہنا غفلت ہے اور تضیع اوقات۔

ممنوعہ علوم: دین ودنیا میں جن علوم کے مضرات ظاہر ہوں، جو عقائد کو تباہ اور اعمال کو برباد کردیں، ایمان وایقان کو متزلزل اور فکر کو مضمحل کردیں، ایسے علوم کا حصول ناروا اور نقصان دہ ہے۔ اس لحاظ سے محدثِ بریلوی کے بالترتیب چند ارشادات ملاحظہ کریں:

(۱) فلسفہ کی مذمت: "اور فلسفہ تو حرام ومضر اسلام ہے، اس میں منہمک رہنے والا اجہل جاہل، اجہل بلکہ اس سے زائد کا مستحق ہے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، ہیہات ہیہات، اسے علم سے کیا مناسبت، علم وہ ہے جو مصطفی ﷺ کا ترکہ ہے، نہ وہ جو کفار یونان کا پس خوردہ۔" ۱۵

(۲) باطل نظریات کی تردید: علوم وفنون مسلمانوں کی میراث، انہیں مسلمانوں نے سنوارا اور عام کیا بعد کو یہود ونصاریٰ نے ان پر قبضہ جمایا اور پھر عقائدِ باطلہ کی آمیزش کے ساتھ علوم کو مشتہر کیا اور اسلامی عقائد پر رکیک حملے کئے۔ محدثِ بریلوی باطل افکار وخیالات سے متعلق یہ فیصلہ صادر فرماتے ہیں:

"ہاں اکثر طبیعات وعامہ الٰہیات فلاسفہ مخذولین صدہا کفر صریح وشرک جلی پر مشتمل مثلاً زمان وحرکت وافلاک ہیولی وصورت جرمیہ ونوعیہ وسفسطات وانواع موالید ونفوس کا قدم اور خالقیت عقول مفارقہ وافکار فاعل مختار وعلمِ جزئیات وحشر اجساد وجنت ونار واحالہ خرق

افلاک واعادۂ معدوم وصدورِ کثیر عن الواحد وغیرہا اوران کے سوااوراجزا وفروعِ فلسفہ بھی کفریاتِ صریحہ ومحرماتِ قبیحہ سے مملوہیں۔" ۱۶

یہود و نصاریٰ نے علومِ جدیدہ، سائنس و فلسفہ کے توسط سے اسلام پر حملے کیے۔ محدثِ بریلوی نے ان کا بروقت جواب دیا اوران کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملادیا۔ ۱۹۱۹ء میں امریکی میٹرولوجسٹ البرٹ۔ ایف۔ پورٹا کی باطل پیشین گوئی کے ردّ میں "معینِ مبین بہر دورِ شمس وسکونِ زمین" کی تصنیف اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ نگارِ معرفانی نے The Revolving Sun and the Static Earth کے نام سے کیا ہے اورادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی نے اس کی اشاعت کی ہے۔ اردو میں رضا اکیڈمی ممبئی سے اشاعت ہوچکی ہے۔

یوں ہی حرکتِ زمین اور فلاسفہ کے نظریاتِ باطلہ (قدیم وجدید) کے ردّ میں محدثِ بریلوی کی درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیا جانا چاہئے:

(۱) نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین وآسمان
(مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی و ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی)

(۲) فوزِ مبین دررد حرکتِ زمین (مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

(۳) الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ (مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

(۴) مقامع الحدید علیٰ خد المنطق الجدید
(مطبوعہ المجمع الاسلامی، مبارکپور و رضا اکیڈمی، ممبئی)

"فوزِ مبین" کا انگریزی ترجمہ ۲۰۰۵ء میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے شائع کیا ہے اورمترجم ہیں عبدالحمید مہاسکر۔ بعنوان:

"A Fair Success Refuting Motion of Earth"

استاذ کا مقام: نصاب اور مواد کا افادہ جبھی ظاہر ہوتا ہے جب کہ اس کا تعلّم درست ہو اوراس کے لئے استاذ (معلم) کا کردار کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ سلیم اللہ جندران کے مطابق: "تدریسی مواد کتنا ہی اعلیٰ، معیاری، دلکش کیوں نہ ہو، اگر اسے پیش کرنے والے استاذ کا طریقۂ تدریس موزوں، درست اور موجودہ حالات کے تقاضوں کے مطابق نہ ہوتو وہی مواد حقیقی مقاصد کے حصول کے بجائے بوریت اور بیزاری کا سبب بنتا ہے۔" ۱۷

الغرض تعلیم، تدریس وتربیت کے لئے استاد کارول مرکزی ہوتا ہے۔ اس رو سے استاذ کی اہمیت کو محدثِ بریلوی کے اس ارشاد کی روشنی میں بخوبی سمجھا جاسکتا ہے:

"پیراوراستادِ علمِ دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے، وہ مربّیِ بدن ہیں یہ مربّیِ روح، جونسبت روح کو بدن سے ہے وہی نسبت استادوپیر سے ماں باپ کو ہے۔" ۱۸

استاذ کیسا ہو: قانون سے انحراف نہیں کیا جاسکتا۔ شریعت، اسلام کا قانون ہے۔ ہر مسلمان پر ہر آن اس کی پاسداری ضروری ہے۔ استاذ وشاگرد بھی امورِ شرع کا التزام کریں۔ شریعت میں استاذ کا احترام سکھایا گیا ہے لیکن اس کے احکام کا اطلاق غیر شرعی باتوں میں نہیں ہوسکتا۔ محدثِ بریلوی کے بقول:

"عالمِ دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استادِ علمِ دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پُرنور سید عالم ﷺ ہے، ہاں اگر وہ کسی خلافِ شرع بات کا حکم کرے، ہرگز نہ مانے کہ لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللّٰہ تعالیٰ۔" ۱۹

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ علم (یعنی قرآن وحدیث کو جاننا) دین ہے لہٰذا تم دیکھ لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کررہے ہو۔ ۲۰

تعلیم وتعلّم کے چند شرائط: تعلیم وتدریس کا انحصار استاذ پر ہوتا ہے، اس کے لئے فرش فروش اور عمارت کی وہ ضرورت نہیں جو استاذ کی ہے۔ تعلیم وتعلّم میں جو شرائط استاذ پر عائد ہوتی ہیں اس بارے میں محدثِ بریلوی کے پیش کردہ سات نکات بالترتیب پیش کئے جاتے ہیں:

اولاً: انہماکِ فلسفیات وتوغل مزخرفات نے معلم کے نورِ قلب کو منطفی اور سلامتِ عقل کو منتفی نہ کردیا ہو کہ ایسے شخص پر خود ان علومِ ملعونہ سے یک لخت دامن کشی فرض اوراس کی تعلیم سے ضررِ راشد کی توقع۔

ثانیاً: وہ عقائدِ حقہ اسلامیہ سنیہ سے بروجہ کمال واقف و ماہر اور اثباتِ حق وازہاقِ باطل پر بعونہٖ تعالیٰ قادر ہو ورنہ قلوبِ طلبہ کا تحفظ نہ کر سکے گا۔

ثالثاً: وہ اپنی اس قدر کو بالتزام تام ہر سبق کے ایسے محل و مقام پر استعمال بھی کرتا ہے ہرگز کسی مسئلہ باطلہ پر آگے نہ چلنے دے جب تک اُس کا بطلان متعلّم کے ذہن نشین نہ کردے۔ غرض اس کی تعلیم کا رنگ وہ ہو جو حضرت بحرالعلوم قدس سرہ الشریف کی تصانیفِ شریفہ کا۔

رابعاً: متعلّم کو قبل تعلیم خوب جانچ لے کہ پورا سُنّی صحیح العقیدہ ہے اور اس کے قلب میں فلسفۂ ملعونہ کی عظمت وقعت متمکن نہیں۔

خامساً: اس کے ذہن بھی سلیم اور طبعِ مستقیم دیکھ لے۔ بعض طبائع خواہی نخواہی زیغ کی طرف جاتے ہیں، حق بات ان کے دلوں پر کم اثر کرتی اور جھوٹی جلد پیر جاتی ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ج وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا (الاعراف:۱۴۶)

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اگر درستی اور ہدایت کی راہ دیکھیں تو اس پر نہیں چلتے اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ لیں تو اس پر چلنے لگتے ہیں۔)

بالجملہ گمراہ ضال یا مستعد ضلال کو اس کی تعلیم حرام قطعی ہے۔ ع

اے لوری کوئی دیت ہے متوازن ہتھیار

سادساً: معلم و متعلّم کی نیت صالحہ ہو نہ کہ اغراضِ فاسدہ۔

سابعاً: تنہا اسی پر قانع نہ ہو بلکہ دینیات کے ساتھ ان کا سبق ہو کہ اس کی ظلمت اس کے نور سے متجلی ہوتی رہے، ان شرائط کے لحاظ کے ساتھ بعونہٖ تعالیٰ اس کے ضرر سے تحفظ رہے گا اور اس تعلیم و تعلّم سے انتفاع متوقع ہوگا۔ [۲۱]

موجودہ دور آرائش و نمائش کا ہے۔ جہاں چکا چوند دکھائی دی، دل ادھر ہی کھنچے چلے جاتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے مروّج نظامِ تعلیم میں انہیں قدروں کا التزام تھا۔ ظاہری سج دھج کے ساتھ ہی مال و اموال کے ذرائع بھی اس میں شامل کئے گئے اور ان علوم کو وجہِ افتخار و باعثِ عزت گردانا گیا حالانکہ اصل علم وہی ہے جو دین کا ہے، جو معرفتِ الٰہی عزوجل کا ذریعہ اور بارگاہِ سید عالم ﷺ سے نسبت کا سبب ہے۔ محدثِ بریلوی نے مذکورہ نکات میں یہی فکر دی ہے کہ قلب و نظر میں ایمان کا نور رچا بسا رہے۔ آج اگر ان تجاویز کی روشنی میں تعلیم دی جائے تو ہمارے اساتذہ و مدرسین، طلبہ و متعلمین عمدہ نتائج سے ہم کنار ہو سکیں گے اور قوم کا تعلیمی پہلو جو ہنوز پستی کا شکار بتدریج تنزل پذیر ہے وہ تابندہ ہو جائے گا۔

حوالہ جات

(۱) الرحمٰن:۱،۲، کنزالایمان، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

(۲) النحل:۴۳، کنزالایمان، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

(۳) احمد رضا بریلوی، امام، الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ، مشمولہ رسائلِ رضویہ، مطبوعہ ادارہ اشاعتِ تصنیفاتِ رضا، بریلی، اردو ترجمہ: علامہ محمد احسان الحق قادری، ص:۱۶۱۔۱۶۳

(۴) محمد عبدالمبین نعمانی قادری، علامہ، علمِ دین و دنیا، مطبوعہ رضا اکیڈمی، مالیگاؤں، ص:۶

(۵) ایضاً، ص:۱ (۶) ایضاً، ص:۷

(۷) احمد رضا بریلوی، امام، فتاویٰ رضویہ (جدید) مطبوعہ مرکز اہلسنّت برکاتِ رضا پور بندر، گجرات ۲۰۰۳ء، ج:۲۳، ص:۶۴۷

(۸) ایضاً، ص:۶۴۸ (۹) ایضاً (۱۰) ایضاً، ص:۶۳۴

(۱۱) ایضاً، ص:۶۲۱ (۱۲) ایضاً، ص:۶۳۳ (۱۳) ایضاً، ص:۶۳۲

(۱۴) ایضاً، ص:۶۲۸ (۱۵) ایضاً (۱۶) ایضاً، ص:۶۳۴

(۱۷) سلیم اللہ جندران، امام احمد رضا خاں کا طریقۂ تدریس، مشمولہ معارفِ رضا سالنامہ ۲۰۰۴ء کراچی، ص:۱۲۷

(۱۸) احمد رضا بریلوی، امام، فتاویٰ رضویہ (جدید) مطبوعہ مرکزِ اہلِ سنت برکاتِ رضا پور بندر، گجرات ۲۰۰۳ء، ج:۲۳، ص:۷۰۱

(۱۹) ایضاً، ص:۶۳۸

(۲۰) جلال الدین احمد امجدی، مفتی، انوار الحدیث، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء، ص:۱۱۱، بحوالہ مسلم و مشکوٰۃ

(۲۱) احمد رضا بریلوی، امام، فتاویٰ رضویہ (جدید) مطبوعہ مرکز اہلسنّت برکاتِ رضا پور بندر، گجرات، ۲۰۰۳ء، ج:۲۳، ص:۶۳۵

تقابلی اشاریہ سائلین فتاوی رضویہ

مرتب: خورشید احمد سعیدی*

﴿تقابلی اشاریہ سائلین فتاویٰ رضویہ کی اشاعت ماہنامہ معارف رضا میں ماہ اکتوبر ۲۰۰۶ء سے شروع ہوئی۔ اس عنوان کے تحت فتاویٰ رضویہ کی جلد اول اور دوم کا اشاریہ اکتوبر ۲۰۰۶ء اور نومبر ۲۰۰۶ء کے شمارے میں شائع ہو چکا ہے۔ جلد سوم کے اشاریہ کا پہلا حصہ گذشتہ ماہ، دسمبر ۲۰۰۶ء کے شمارے میں اشاعت پذیر ہوا جبکہ اس کا دوسرا حصہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔﴾

دوسرا حصہ (جلد ۳، مطبوعہ دار العلوم امجدیہ، کراچی ۱۴۱۹ھ/ اکتوبر ۱۹۹۸ء بار دوم پر مبنی)

مرسلہ	از	تاریخ	فتاویٰ قدیم	فتاویٰ جدید
مرزا غلام قادر بیگ	کلکتہ نل موتی گلی نمبر ۱۸	۲۱/ جمادی الآخرہ ۱۳۱۴ھ	۳/۸	۶/۴۶
مرزا غلام قادر بیگ	میرٹھ کمبوہ دروازہ کارخانہ	۱۲/ رمضان ۱۳۰۷ھ	۳/۳۲۰	۷/۵۴
مرزا غلام قادر بیگ	......	۲/ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ	۳/۹۴	۶/۲۵۳
مرزا محمد بیگ	نرسنگڈھ سنٹرل انڈیا	۸/ شعبان ۱۳۳۷ھ	۳/۶۳	۶/۱۸۶
مرزا واحد علی خوشبو ساز	شہر الہ آباد زیر جامع مسجد چوک	۲۹/ شوال ۱۳۳۷ھ	۳/۶۰۵	۸/۱۱۶
مرزا غلام قادر بیگ	کلکتہ فوجداری بالاخانہ نمبر ۳۶	آخر ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ	۳/۴۰۲	۷/۲۵۷
مستقیم خاں	دھمی پور ضلع بہیڑی	۲۴/ رمضان ۱۳۱۲ھ	۳/۱۳۷	۶/۳۵۳
مسعود حسین	بریلی محلہ ذخیرہ	۲۹/ صفر ۱۳۳۸ھ	۳/۴۱۷	۷/۲۹۸
مسلمانان گونڈہ	گونڈہ ملک اودھ	ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ	۳/۲۰۹	۶/۵۲۳
مسلمانان	شہر کہنہ روہیلی ٹولہ	۱۲/ ذی الحجہ ۱۳ھ	۳/۲۶۴	۶/۶۱۹
مظفر حسین	صدر بازار اسٹیشن... ضلع بردوان	۲۳/ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ	۳/۲۲۷	۶/۵۵۷
مظہر حسین امام مسجد	گول بازار ضلع بلاسپور	۲۷/ محرم ۱۳۳۰ھ	۳/۶۰	۶/۱۷۹
مظہر حسین آزاد	بھاجی بازار شہر کولہ	۸/ شوال ۱۳۳۹ھ	۳/۷۵۹	۸/۴۶۷
مظہر حسین	محلہ کوٹ پرگنہ سنبھل ضلع مرادآباد	۲۳/ ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ	۳/۸۱۵	۸/۶۴۰
معظم علی	عیش آرا ضلع میمن سنگھ پوسٹ کالوہا	۱۰/ محرم ۱۳۲۹ھ	۳/۷۵۲	۸/۴۵۶
مفخر حسین	بدیوں محلہ سرائے چودھری	۱۶/ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ	۳/۲۲۸	۶/۵۵۸

*اسلام آباد khursheedsaeedi@hotmail.com

مقبول احمد	قلعہ چھرہ ضلع علیگڑھ	۴/رمضان ۱۳۳۹ھ	۱۴۳/۳	۳۷۰/۶
مقبول حسن خاں	فتحپور شاہجہان پور	۱۷/شعبان ۱۳۳۷ھ	۲۵۵/۳	۶۰۳/۶
منشی احمد حسین خرسند	فیض آباد	۲/جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ	۳۱۹/۳	۵۳/۷
منشی احمد حسین خرسند	فیض آباد	۲۳/ربیع الاول ۱۳۲۳ھ	۳۹۲/۳	۲۳۳/۷
منشی آدم	بنگالہ ضلع میمن سنگھ موضع مرزا پور	غرہ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ	۷۰۵/۳	۳۵۴/۸
منشی حامد علی خاں	ریاست نانپارہ ضلع بہرائچ محلہ توپ خانہ	۲۷/رمضان ۱۳۳۶ھ	۵۹۷/۳	۱۰۰/۸
منشی شوکت علی محرر چونگی	شہر محلہ ذخیرہ	۲۴/محرم ۱۳۳۹ھ	۲۶۹/۳	۶۲۵/۶
منشی طالب حسین خاں	ملک بنگالہ ضلع میمن سنگھ	۲۳/صفر ۱۳۲۲ھ	۷۰۸/۳	۳۶۱/۸
منشی عبدالرحمٰن ملازم	باندی کوئی	۸/شعبان ۱۳۳۷ھ	۲۴۱/۳	۵۸۳/۶
منشی علی بخش محرر	غازی پور محلہ میاں پورہ	۱۷/ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ	۳۹۰/۳	۲۲۸/۷
منشی علی بخش محرر	غازی پور محلہ میاں پورہ	۱۷/ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ	۶۰۳/۳	۱۱۲/۸
منشی علی بخش محرر	غازی پور محلہ میاں پورہ	۱۷/ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ	۷۴/۳	۲۰۵/۶
منشی علی بخش محرر	غازی پور محلہ میاں پورہ	۱۷/ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ	۷۰۹/۳	۳۶۵/۸
منشی علی بخش	غازی پور محلہ میاں پورہ	۱۷/ذی القعدہ ۱۳۲۲ھ	۳۷۸/۳	۲۰۴/۷
منشی عنایت اللہ شاکی	شہر فیروز پور محلہ پیراں والا	......	۳۵۰/۳	۱۴۱/۷
منشی عنایت اللہ	بنگالہ ضلع پبنہ ڈاکخانہ سراج گنج موضع بھنگاباڑی	۶/شوال ۱۳۱۶ھ	۶۹۹/۳	۳۴۱/۸
منشی محمد علی ارم	ریاست فریدکوٹ ضلع فیروز پور پنجاب	۶/رجب ۱۳۳۷ھ	۷۴۳/۳	۴۴۱/۸
منشی محمد علی ارم	ریاست فریدکوٹ ضلع فیروز پور	۶/رجب ۱۳۳۷ھ	۶۶۹/۳	۲۷۰/۸
منشی مردان علی	بجنور محلہ قاضی خاں	......	۶۰۴/۳	۱۱۳/۸
منشی ہدایت یار خاں	شہر بریلی محلہ ملوکپور	۸/محرم ۱۳۳۹ھ	۸۱۳/۳	۵۹۶/۸
منصب علی	علی پور ضلع پٹرا	۱۲/شعبان ۱۳۳۷ھ	۲۵۴/۳	۶۰۳/۶
منظور	حبیب والہ ضلع بجنور تحصیل دھام پور	۱۱/شوال ۱۳۳۷ھ	۷۴۵/۳	۴۴۴/۸
منیرالدین	شہر کمرلا	۱۱/ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ	۵۹۷/۳	۱۰۲/۸
مولانا محمد سلیمان اشرف بہاری	علی گڑھ کالج	۱۳۳۲ھ	۵۹۹/۳	۱۰۵/۸
مولانا وصی احمد محدث سورتی	پیلی بھیت مدرسۃ الحدیث	۸/ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ	۸۰۵/۳	۵۸۰/۸

مولانا وصی احمد محدث سورتی	پیلی بھیت	......	۳/۷۱۸	۸/۳۸۴
مولوی ابوالعارف محمد حبیب اللہ قادری	میرٹھ خیر نگر دروازہ خیر المساجد	۲/رمضان ۱۳۳۰ھ	۳/۳۱۳	۷/۳۷
مولوی ابوسعید محمد عارف	لال پور ضلع پیڑا بنگال	۲۶/ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ	۳/۶۰۰	۸/۱۰۸
مولوی احسان الحق	کیمپ میرٹھ کوٹھی حافظ عبدالکریم	۲۷/ ماہ مبارک ۱۳۲۵ھ	۳/۴۷۹	۷/۴۶۴
مولوی احسان علی	بریلی مدرسہ منظر اسلام	۱۱/شوال ۱۳۳۷ھ	۳/۶۴۵	۸/۲۱۲
مولوی احسان علی	شہر محلہ سوداگران	۱۸/صفر ۱۳۲۹ھ	۳/۱۳۵	۶/۳۵۰
مولوی احسان علی	شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام	۱۱/شوال ۱۳۳۷ھ	۳/۱۳۱	۶/۳۴۴
مولوی احسان	پیلی بھیت مسجد جامع	۳۰/ رجب ۱۳۰۸ھ	۳/۱۴۹	۶/۳۸۴
مولوی احمد بخش	تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خاں	۲۴/ ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ	۳/۶۳۹	۸/۱۹۶
مولوی احمد بخش	شہر تکیہ سفر علی شاہ	۳/صفر ۱۳۳۹ھ	۳/۳۷۳	۷/۱۹۵
مولوی اسماعیل	بنگالہ ضلع چاٹگام تھانہ راؤجان موضع پھمرا	۱۴/شوال ۱۳۲۱ھ	۳/۴۳۶	۷/۳۵۴
مولوی الہ یار خاں	......	۲۱/ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ	۳/۶۷۵	۸/۲۸۲
مولوی الہ یار	......	ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ	۳/۶۸۴	۸/۳۰۳
مولوی امداد حسین	ریاست رامپور	۱۲۱۴ھ	۳/۱۶۸	۶/۴۳۶
مولوی امیر الدین	جونا گڑھ سرکل مدار المہام	۲۰/ رجب ۱۳۱۶ھ	۳/۱۴۵	۶/۳۷۳
مولوی بدیع الزماں بنگالی	شہر عقب کوتوالی	۲۷/شوال ۱۳۳۸ھ	۳/۵۹۴	۸/۹۵
مولوی بشیر احمد مدرس	علی گڑھ	۲۴/ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ	۳/۱۵	۶/۶۱
مولوی حافظ امیر اللہ مدرس	مدرسہ عربیہ اکبریہ	۷/محرم ۱۳۰۶ھ	۳/۶۷۰	۸/۲۷۳
مولوی حافظ شاہ سراج الحق محمد عمر قادری	دہلی کھڑکی فراش خانہ	اواخر ربیع الاول ۱۳۰۵ھ	۳/۵۲۰	۷/۵۶۹
مولوی حشمت علی بریلوی	شہر محلہ گڑھیا	۱۷/ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ	۳/۷۳	۶/۲۰۲
مولوی حشمت علی لکھنوی	مدرسہ منظر الاسلام بریلی سوداگران	۲۵/محرم ۱۳۳۹ھ	۳/۷۵۵	۸/۴۶۱
مولوی حکیم حافظ امیر اللہ مدرس	بریلی محلہ ملوکپور	۲/ جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ	۳/۶۵۳	۸/۲۳۴
مولوی حکیم عبدالغفور	بنارس محلہ کندی گرٹولہ مسجد بی بی راجی	۲۰/محرم ۱۳۱۶ھ	۳/۱۸۶	۶/۴۸۰
مولوی حکیم عبدالغفور	بنارس محلہ کندی گڑھ ٹولہ مسجد بی بی راجی	جمادی الاولی ۱۳۱۳ھ	۳/۷۶۱	۸/۴۷۱
مولوی خدا بخش	اوپل ڈاکخانہ خاص ضلع کھیری	۱۰/ جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ	۳/۲۴۰	۶/۵۸۱

مولوی خواجہ شمس الدین محمد فریدی	موضع پیراڈاکخانہ لسٹراگنج ضلع ڈھاکہ ملک بنگال	۱۰/جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ	۵۸۹/۳	۸۶/۸
مولوی رحم اللہ	بریلی مدرسہ منظر اسلام	۱۵/صفر ۱۳۳۷ھ	۲۲۹/۳	۵۵۹/۶
مولوی رحیم اللہ	شہر کہنہ محلہ روہیلہ ٹولہ	۱۹/رجب ۱۳۳۶ھ	۸۷/۳	۲۳۷/۶
مولوی رحیم بخش بنگالی	بریلی مدرسہ منظر اسلام	۱۶/صفر ۱۳۳۸ھ	۸۰۸/۳	۵۸۴/۸
مولوی رحیم بخش بنگالی	شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام	۱۶/صفر ۱۳۳۸ھ	۵۹۸/۳	۱۰۳/۸
مولوی رحیم بخش	آرہ شاہ آباد مدرسہ فیض الغرباء	۳۰/محرم ۱۳۳۲ھ	۷۹۹/۳	۵۶۶/۸
مولوی رمضان علی بنگالی	بریلی مدرسہ منظر الاسلام	......	۷۴۶/۳	۴۴۶/۸
مولوی ریاست حسین	رامپور متصل مراد آباد محلہ ملاظریف گھیر	۴/رمضان ۱۳۱۵ھ	۸۰۲/۳	۵۷۱/۸
مولوی ریاست حسین	رامپور متصل مراد آباد محلہ ملاظریف گھیر	۴/رمضان ۱۳۱۵ھ	۶۸۸/۳	۳۱۳/۸
مولوی سید اولاد علی	شہر مراد آباد محلہ مغلپورہ	۹/رمضان ۱۳۳۷ھ	۴۸۸/۳	۴۸۴/۷
مولوی سید حبیب الرحمٰن سلہٹی	مراد آباد مدرسہ امدادیہ	۱۱/جمادی الاولی ۱۳۱۳ھ	۳۳۹/۳	۱۱۳/۷
مولوی سید رضی الدین حسین	مخدوم پور ڈاکخانہ نرہٹ ضلع گیا	غرہ جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ	۷۰۱/۳	۳۴۶/۸
مولوی سید عبدالوحید	......	۲۹/جمادی الاولی ۱۳۱۸ھ	۶۱۸/۳	۱۴۸/۸
مولوی سید عظیم الدین	خیرآباد ضلع سیتاپور محلہ مہمان سرائے	۲۵/محرم ۱۳۳۲ھ	۱۱/۶	۵۳/۶
مولوی سید غلام امام سہسوانی	......	۳/جمادی الآخرہ ۱۳۰۸ھ	۷۳/۳	۲۰۳/۶
مولوی سید فخر الحسن	خیرآباد ضلع سیتاپور محلہ میاں سرائے	۱۲/ذی قعدہ ۱۳۲۶ھ	۷۱۹/۳	۳۸۷/۸
مولوی سید کریم رضا	موضع کٹرہ ڈاکخانہ اوبرہ ضلع گیا	غرہ جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ	۷۰۰/۳	۳۴۴/۸
مولوی شاہ سلامت اللہ	رامپور	۴/محرم ۱۳۲۳ھ	۴۳۹/۳	۳۶۱/۷
مولوی شاہ محمد عبدالسلام قادری	جبل پور قریب مسجد کوتوالی	۶/جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ	۴۲۸/۳	۳۲۱/۷
مولوی شجاعت علی	شہر کہنہ بریلی	۲۵/رمضان ۱۳۱۲ھ	۴۷۷/۳	۴۵۹/۷
مولوی شفیع الدین نگینوی	کان پور بازار میدہ دکان نور بخش	۱۶/صفر ۱۳۱۲ھ	۳۲۴/۳	۶۵/۷
مولوی شیر محمد	موضع بکہ جیبی والا علاقہ جاگل تھانہ ہری پور	۲۳/رمضان ۱۳۱۱ھ	۱۵۸/۳	۴۰۶/۶
مولوی شیر محمد	موضع بکہ جیبی والا علاقہ جاگل تھانہ ہری پور	۲۳/رمضان ۱۳۱۱ھ	۶۲۶/۳	۱۶۷/۸
مولوی ضیاء الدین	شہر دمن عملداری پرتگیز	۲۶/جمادی الآخرہ ۱۳۱۶ھ	۴۸۹/۳	۴۸۷/۷
مولوی عبدالباری	مراد آباد	۷/صفر ۱۳۳۸ھ	۵۸۴/۳	۷۶/۸
مولوی عبدالجلیل	بنگال	۱۵/صفر ۱۳۳۲ھ	۱۳۸/۳	۳۵۵/۶
مولوی عبدالحق مدرس	قصبہ کٹھور اسٹیشن سائن ضلع سورت ملک گجرات	۲۷/جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ	۵۷۵/۳	۵۹/۸

مولوی عبدالحمید	بدایوں قاضی محلہ مکان مولوی بقاء اللہ رئیس	۴/رجب ۱۳۱۲ھ	۸/۳	۴۶/۶
مولوی عبدالرحمٰن مدرس	حسن پور ضلع مراد آباد مدرسہ	۸/ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ	۲۶۳/۳	۶۱۷/۶
مولوی عبدالرحمٰن وکیل	میٹرتا علاقہ جودھپور متصل مسجد جامع	۸/ذی الحجہ ۱۳۱۴ھ	۶۰۹/۳	۱۲۴/۸
مولوی عبدالرحیم	احمد آباد گجرات محلہ چکلہ کالوپورہ	۱۶/ربیع الاول ۱۳۲۰ھ	۷۳۱/۳	۴۱۳/۸
مولوی عبدالرزاق	بمبئی محلہ قصابان پوسٹ ۳۰	۱۷/شعبان ۱۳۳۰ھ	۲۳۰/۳	۵۶۲/۶
مولوی عبدالرشید	بریلی	۲۲/شوال ۱۳۱۴ھ	۳۹۴/۳	۲۳۷/۷
مولوی عبدالرؤف	ریاست رامپور محلہ ملاظریف گھیر	۱۲/ذی قعدہ ۱۳۱۵ھ	۶۸۹/۳	۳۱۵/۸
مولوی عبدالسبحان	پیلی بھیت محلہ احمد زئی	۱۲/رمضان ۱۳۳۷ھ	۲۵۵/۳	۶۰۳/۶
مولوی عبدالشکور ارکانی	مدرسہ اسلامیہ امروہہ	۱۳/محرم ۱۳۲۳ھ	۷۱۴/۳	۳۷۶/۸
مولوی عبدالغفور	ضلع کمرلہ موضع پاٹیسر	غرہ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ	۷۰۶/۳	۳۵۵/۸
مولوی عبدالغنی	بنگالہ ضلع سلہٹ... موضع پھول ٹولی	۲۰/شوال ۱۳۱۷ھ	۶۲۵/۳	۱۶۴/۸
مولوی عبداللہ بہاری	مدرسہ منظر اسلام بریلی	۳/شوال ۱۹۳۹ء	۶۴۷/۳	۲۱۶/۸
مولوی عبداللہ بہاری	مدرسہ منظر الاسلام بریلی	۳/شوال ۱۳۳۹ھ	۷۲/۳	۲۰۲/۶
مولوی عبداللہ بہاری	مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی	۹/صفر ۱۳۳۹ھ	۳۷۴/۳	۱۹۷/۷
مولوی عبداللہ مدرس	مدرسہ اہل سنت منظر اسلام	۳/شوال ۱۳۳۹ھ	۲۵۰/۳	۵۹۵/۶
مولوی عبداللہ مدرس	مدرسہ اہلسنت منظر اسلام بریلی	۳/شوال ۱۳۳۹ھ	۳۷۶/۳	۱۹۹/۷
مولوی عبداللہ مدرس	مدرسہ منظر الاسلام بریلی	۹/صفر ۱۳۳۹ھ	۴۸۸/۳	۴۸۴/۷
مولوی عبداللہ مدرس	مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی	۹/صفر ۱۳۳۹ھ	۷۲/۳	۲۰۱/۶
مولوی عبداللہ مدرس	منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی	۹/صفر ۱۳۳۹ھ	۶۲۲/۳	۱۵۸/۸
مولوی عبدالمجید	ملک بنگالہ ضلع کمرلہ موضع چاند پور	غرہ صفر ۱۳۲۰ھ	۸۱۳/۳	۵۹۵/۸
مولوی عبدالمطلب	کلکتہ دھرم تلہ اسٹریٹ	۳/جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ	۷۳۸/۳	۴۲۸/۸
مولوی عبدالمنان	دہلی چاندنی چوک متصل گھنٹہ گھر مسجد باغ والی	۱۶/رجب ۱۳۳۷ھ	۲۴۱/۳	۵۸۲/۶
مولوی عبدالحق مدرس	کٹھور اسٹیشن سائن ضلع سورت	۱۵/جمادی الآخرہ ۱۳۱۰ھ	۷۶۲/۳	۴۷۷/۸
مولوی عبدالغفور	بنارس محلہ کنڈی گڑ ٹولہ مسجد بی بی راجی	۶/جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ	۷۹۷/۳	۵۶۰/۸
مولوی عبداللہ بنگالی	بریلی مدرسہ منظر الاسلام	۱۴/صفر ۱۳۳۸ھ	۶۶/۳	۱۹۰/۶
مولوی عمر الدین	بمبئی مسجد قصاباں کرافٹ مارکیٹ	۲۹/شعبان ۱۳۳۱ھ	۴۰۰/۳	۲۵۳/۷
مولوی غلام مصطفےٰ پنجابی	شہر کہنہ بریلی	۸/شعبان ۱۳۱۲ھ	۱۷۰/۳	۴۴۱/۶

مولوی فضل الرحمٰن	چھاؤنی صدر بازار فیروز پور	۱۹/صفر ۱۳۳۲ھ	۳/۷۲۷	۸/۴۰۲
مولوی فضل الرحمٰن	چھاؤنی فیروز پور صدر پنجاب محلہ لال ڈگی	۲۱/ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ	۳/۶۹۴	۸/۳۲۷
مولوی قاضی غلام گیلانی	دھوراجی کاٹھیاواڑ مدرسہ سرمایہ فخر عالم	۷/صفر ۱۳۳۹ھ	۳/۶۹	۶/۱۹۳
مولوی کریم رضا	صاحب گنج گیا	یکم ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ	۳/۴۷۷	۷/۴۶۰
مولوی محمد احسان الحق	میرٹھ لاکرتی	۲۷/رمضان ۱۳۲۹ھ	۳/۴۰۹	۷/۲۷۹
مولوی محمد احسان	شہر محلہ مسجد جامع	......	۳/۳۵۵	۷/۱۴۹
مولوی محمد افضل	شہر بریلی محلہ سوداگران مدرسہ منظر الاسلام	۶/جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ	۳/۱۲۹	۶/۳۴۱
مولوی محمد افضل	شہر جامع مسجد	......	۳/۲۷۲	۶/۶۳۱
مولوی محمد ایوب	سنبھل مراد آباد محلہ دیپا سرائے	۳۰/جمادی الاولی ۱۳۲۵ھ	۳/۶۶۹	۸/۲۷۱
مولوی محمد حبیب علی علوی	اٹاوہ متصل کچہری منصفی	۹/رمضان ۱۳۱۷ھ	۳/۵۴	۶/۱۶۴
مولوی محمد حسین تاجر	میرٹھ دفتر طلسمی پریس	۱۳/رمضان ۱۳۳۸ھ	۳/۸۶	۶/۲۳۳
مولوی محمد حسین تاجر	نمبر ۱۰ اتلی تال کوہ نینی تال	۲۵/شوال ۱۳۳۶ھ	۳/۳۸۰	۷/۲۰۷
مولوی محمد حسین	میرٹھ	۲/صفر ۱۳۱۷ھ	۳/۴۲۳	۷/۳۰۹
مولوی محمد رکن الدین نقشبندی	ریاست الور راجپوتانہ محلہ قاضی واڑہ	۲۲/ذی الحجہ ۲۴ھ	۳/۴۶۱	۷/۴۲۲
مولوی محمد رکن الدین نقشبندی	ریاست الور راجپوتانہ محلہ قاضی واڑہ	۲۲/ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ	۳/۳۵۶	۷/۱۵۲
مولوی محمد سلطان الدین بنگالی	مدرسہ مصباح التہذیب	۳/جمادی الاولی ۱۳۲۰ھ	۳/۵۷	۶/۱۷۱
مولوی محمد ضیاء الدین	دمن خرد ملک پرتگال محلہ کھارا موڑ	۱۰/محرم ۱۳۱۸ھ	۳/۸۱۰	۸/۵۸۹
مولوی محمد ظہور الحق	شہر مدرسہ اہل سنت	۱۲/ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ	۳/۲۵۷	۶/۶۰۶
مولوی محمد ظہور الحق	شہر مدرسہ اہل سنت	۳/ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ	۳/۲۵۷	۶/۶۰۶
مولوی محمد عبد الباری	مراد آباد	۷/صفر ۱۳۳۸ھ	۳/۷۴۶	۸/۴۴۶
مولوی محمد عبد الباری	مراد آباد	۷/صفر ۱۳۳۸ھ	۳/۲۷۸	۶/۶۴۱
مولوی محمد عبد الجلیل نعمانی	حیدر آباد دکن محلہ سلطان پورہ	۲۰/صفر ۱۳۳۲ھ	۳/۷۲۵	۸/۳۹۹
مولوی محمد عبد اللہ پنجابی	مدرسہ عربیہ بریلی	۱۹/ربیع الآخر ۱۳۰۶ھ	۳/۵۱۷	۷/۵۵۵
مولوی محمد مسعود	گورکھپور محلہ شاہ معروف	۲۷/ربیع الاول ۱۵ھ	۳/۱۷۹	۶/۴۶۰
مولوی محمد نور ولایتی	سہسرام	۱۳۰۹ھ	۳/۹۶	۶/۲۶۱
مولوی محمد وصی احمد	دمن قریب سورت	۱۶/ربیع الاول ۱۳۱۶ھ	۳/۵۱۱	۷/۵۳۴

مولوی محمد یحییٰ	ریاست رام پور محلہ کنڈہ متصل مسجد میاں گاماں	۲۴/شوال ۱۳۱۵ھ	۱۰۵/۳	۲۸۳/۶
مولوی محمد یٰسین	دربھنگہ محلہ اسماعیل گنج	۱۰/جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ	۱۱۰/۳	۳۰۳/۶
مولوی ممتاز الدین	ملک بنگالہ موضع شاکوچیل ضلع سلہٹ	۱۱/ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ	۷۷۰/۳	۴۹۷/۸
مولوی مہدی	بنگالہ ضلع چاٹگام تھانہ راؤجان موضع پھمرا	۱۴/شوال ۱۳۳۱ھ	۴۸۸/۳	۴۸۳/۷
مولوی نثار احمد	کانپور بوچڑ خانہ	۲۰/صفر ۱۳۳۷ھ	۳۶۷/۳	۱۸۵/۷
مولوی نعیم الدین	مرادآباد	۲۸/صفر ۱۳۳۲ھ	۷۲۸/۳	۴۰۵/۸
مولوی نورالدین احمد	لشکر گوالیار محکمہ ڈاک دربا گوالیار	۹/صفر ۱۳۱۲ھ	۳۹۳/۳	۲۳۶/۷
مولوی نورالدین احمد	لشکر گوالیار محکمہ ڈاک	غرہ ذی الحجہ ۱۲ھ	۴۵۹/۳	۴۱۶/۷
مولوی نورالدین احمد	لشکر گوالیار محکمہ ڈاک	غرہ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ	۶۸۷/۳	۳۱۰/۸
مولوی نورالہدیٰ	عظیم آباد پٹنہ شاہ کی املی متصل مسجد تراہہ	۶/ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ	۷۰۳/۳	۳۵۰/۸
مولوی وزیر احمد مدرس	اودیپور میواڑ راجپوتانہ مہارانا اسکول	۲۹/ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ	۷۴۱/۳	۴۳۸/۸
مولوی وصی احمد سورتی	پیلی بھیت محلہ منیر خاں	۲۲/ربیع الاول ۱۳۱۴ھ	۱۷۷/۳	۴۵۵/۶
مولوی وصی احمد سورتی	پیلی بھیت محلہ منیر خاں	......	۲۰۴/۳	۵۱۲/۶
مولوی وصی احمد سورتی	پیلی بھیت	۴/ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ	۷۶/۳	۲۰۸/۶
مولوی وصی احمد سورتی	......	۷/صفر ۱۳۲۷ھ	۳۵۲/۳	۱۴۴/۷
مولوی یعقوب علی خاں	اجین گوالیار	۱۵/جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ	۱۵۲/۳	۳۹۲/۶
مولوی یعقوب علی خاں	اوجین گوالیار	۱۵/جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ	۷۶۰/۳	۴۶۹/۸
مولوی یعقوب علی خاں	اوجین مکان میر خادم علی اسسٹنٹ	۹/محرم ۱۳۰۹ھ	۸۰۹/۳	۵۸۷/۸
میاں عبدالجلیل	ملک بنگالہ قصبہ گوری پور ضلع میمن سنگھ	۱۸/ذی القعدہ ۱۳۱۱ھ	۵۸۵/۳	۷۷/۸
میر فدا حسین	شہر محلہ شاہ دانا	۲/ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ	۲۶۴/۳	۶۱۸/۶
میمن حاجی طاہر محمد	کوچین ضلع ملیبار محلہ مٹانچیری	۲۰/جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ	۲۴۱/۳	۵۸۱/۶
نادر شاہ خان	شاہی علاقہ رامپور	۶/جمادی الآخرہ ۱۳۱۹ھ	۷۰۵/۳	۳۵۴/۸
نادر شاہ خاں	شاہی علاقہ رام پور	۶/جمادی الآخرہ ۱۳۱۹ھ	۶۰۳/۳	۱۱۳/۸
نثار احمد	شہر بازار شہامت گنج	۹/صفر ۱۳۳۹ھ	۴۰۰/۳	۲۵۲/۷
نجم الدین ریڈر ڈپٹی کلکٹر	......	۱۹/رمضان ۱۳۳۹ھ	۲۴۷/۳	۵۹۱/۶
نعمت اللہ خاں محرر	صدر بازار بریلی	۱۶/محرم ۱۳۳۹ھ	۲۶۷/۳	۶۲۳/۶

نعمت شاہ خاکی	پنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور	۱۱/محرم ۱۳۳۹ھ	۶۴۷/۳	۲۱۶/۸
نعمت شاہ خاکی	پنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور	۹/محرم ۱۳۳۹ھ	۶۴۶/۳	۲۱۴/۸
نعمت علی	پنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور	۱۴/ربیع الاول ۱۳۳۷ھ	۷۴۳/۳	۴۴۰/۸
ننھے خاں ولد احمد خاں معمار	بھنڈی بازار کارخانہ کرسی	۲۹/۱۳۱۱ھ	۴۶۹/۳	۴۴۲/۷
ننھے خاں	سرکوں تحصیل کھٹیما ڈاکخانہ ٹنک پور	۱۳/جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ	۷۴۸/۳	۴۴۹/۸
ننھے خاں	شہر کہنہ محلہ کانکر ٹولہ	۱۵/محرم ۳۹ھ	۱۴۴/۳	۳۴۹/۶
ننھے خاں	شہر کہنہ محلہ کانکر ٹولہ	۱۵/محرم ۱۳۳۹ھ	۲۶۷/۳	۶۲۳/۶
نواب سلطان احمد خاں	بریلی	۱۳/رمضان ۱۳۱۰ھ	۴۵۳/۳	۳۹۸/۷
نواب عبد الواحد	بنگالہ ضلع ڈھاکہ موضع چیتارچہ	۱۰/جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ	۳۴۹/۳	۱۳۷/۷
نواب مولوی سلطان احمد خاں	بریلی محلہ بہاری پور	۴/صفر ۱۳۳۰ھ	۸۶/۳	۲۳۴/۶
نواب مولوی سلطان احمد خاں	بریلی	۳/رمضان ۱۳۱۰ھ	۹۸/۳	۲۶۶/۶
نواب مولوی سلطان احمد خاں	بریلی	......	۶۵۴/۳	۲۳۸/۸
نواب مولوی سلطان احمد خاں	وطن	۳/رمضان ۱۳۱۰ھ	۳۲۲/۳	۵۸/۷
نواب مولوی سلطان احمد خاں	بریلی محلہ بہاری پور	۴/صفر ۱۳۳۰ھ	۷۲۳/۳	۳۹۶/۸
نواب وزیر احمد خاں	شہر محلہ بہاری پور	۲۰/محرم ۱۳۳۹ھ	۶۶۹/۳	۲۷۰/۸
نور احمد مولیڈنہ	کراچی گاڑی احاطہ محلہ رام باغ	۱۸/ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ	۲۳۶/۳	۵۷۴/۶
نور احمد	کراچی گاڑی احاطہ مولیڈنہ میمن محلہ رام باغ	۱۹/ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ	۵۰۷/۳	۵۲۷/۷
نور العارفین	سیتا پور محلہ تامس گنج	۱۹/ربیع الاول ۱۳۰۹ھ	۱۵۰/۳	۳۸۷/۶
نیاز احمد	شہر محلہ باغ احمد علی خاں	۲۴/صفر ۱۳۳۹ھ	۳۷۵/۳	۱۹۷/۷
نیاز علی	شہر محلہ باغ احمد علی خان	۴/ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ	۲۴۵/۳	۵۸۹/۶
نیاز محمد خاں	بالوگاجہ ملک پیراگ	۳/ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ	۲۰۱/۳	۵۰۹/۶
نیاز محمد خاں	مانوگاجہ ملک پیراگ	۳/ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ	۲۰۱/۳	۵۰۹/۶
نیاز محمد خاں	مانوگاجہ ملک پیراگ	۳/ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ	۲۰۲/۳	۵۱۰/۶
وحید الدین	آگرہ ابوالعلائی اسٹیم پریس	۸/شوال ۱۳۳۹ھ	۷۵۶/۳	۴۶۲/۸
وزیر احمد	گندہ نالہ	۹/جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ	۲۰۷/۳	۵۲۱/۶
وکیل الدین	مدرسہ منظر الاسلام بریلی	۱۰/محرم ۱۹۳۹ء	۶۴۶/۳	۲۱۵/۸
ہادی حسن خاں	کانپور نئی سڑک	۱۵/صفر ۱۳۳۷ھ	۷۴۲/۳	۴۳۹/۸
ہدایت اللہ خان	شہر کہنہ محلہ روہیلی ٹولہ	۱۹/شوال ۱۳۲۹ھ	۲۱۴/۳	۵۳۵/۶

ہدایت اللہ	شہر صندل محلہ بازار صندل خاں	۱۱/ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ	۸۰۶/۳	۵۸۲/۸
یعقوب علی خاں	اوجین	۱۲/ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ	۴۷۶/۳	۴۵۷/۷
یوسف خاں	افضل گڑھ ضلع بجنور	۲۶/رمضان ۱۳۳۳ھ	۶۷۷/۳	۲۸۶/۸
یٰسین خاں	ککرالہ ضلع بدایوں	۷/ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ	۴۵۰/۳	۳۹۳/۷
یٰسین خاں	ککرالہ ضلع بدایوں	۷/ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ	۳۹۱/۳	۲۳۱/۷
یٰسین خاں	ککرالہ ضلع بدایوں	۷/ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ	۱۴۳/۳	۳۷۱/۶
......	اردہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ	......	۱۲۹/۳	۳۴۰/۶
......	انجمن اہلسنت وجماعت سہسوانی ٹولہ بریلی	۱۰/محرم ۱۳۳۹ھ	۷۵۱/۳	۴۵۵/۸
......	بدایوں مدرسہ قادریہ	۶/جمادی الآخر ۱۳۱۴ھ	۱۷۸/۳	۴۵۸/۶
......	براہم پور	۲۱/ربیع الآخر ۱۳۱۵ھ	۱۸۱/۳	۴۶۳/۶
......	بریلی محلہ سرخہ	۲۷/محرم ۱۳۱۹ھ	۱۹۶/۳	۴۹۹/۶
......	بریلی محلہ صندل خاں کی بزریہ	۲۹/ذی القعدہ ۱۳۲۶ھ	۶۶۲/۳	۲۵۸/۸
......	بریلی محلہ صندل خاں کی بزریہ	۲۹/ذی قعدہ ۱۳۲۶ھ	۴۶۰/۳	۴۲۱/۷
......	بریلی	۴/ربیع الاول ۱۳۲۸ھ	۵۹۵/۳	۹۶/۸
......	بریلی	......	۲۳۸/۳	۵۷۷/۶
......	بنگال	......	۷۴۰/۳	۴۳۶/۸
......	پیلی بھیت موضع بھنڈورہ علاقہ آنولہ	یکم شوال ۱۳۰۸ھ	۳۹۶/۳	۲۴۲/۷
......	جامع مسجد	۱۸/جمادی الاولی ۱۳۱۴ھ	۳۴۶/۳	۱۳۱/۷
......	چوہر کوٹ بارکھاں بلوچستان	۲۱/محرم ۱۳۳۷ھ	۷۰۱/۳	۱۰۸/۸
......	ڈھاکہ بنگالہ	۱۶/ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ	۳۱۴/۳	۳۹/۷
......	سلہٹ	۲۸/شوال ۱۳۳۷ھ	۸۰۷/۳	۵۸۴/۸
......	سیتاپور	ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ	۲۱۱/۳	۵۱۷/۶
......	شہر کہنہ بانس بریلی کانکرٹولہ	۱۷/شوال ۱۳۱۹ھ	۱۲۲/۳	۳۲۸/۶
......	شہر کہنہ بریلی	۱۳۱۱ھ	۱۵۷/۳	۴۰۵/۶
......	شہر کہنہ بریلی	۱۱/جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ	۶۳۳/۳	۱۸۳/۸
......	شہر کہنہ	۱۱/جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ	۶۴۹/۳	۲۱۹/۸
......	شہر کہنہ	۲۱ربیع الاول ۱۳۲۰ھ	۳۴۸/۳	۱۳۷/۷
......	شہر کہنہ	۲۷/ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ	۴۱/۳	۱۳۱/۶

......	شہر کہنہ	۲۷/رجب ۱۳۲۰ھ	۲۷۹/۳	۶۴۱/۶
......	شہر کہنہ	۲۸/ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ	۲۸۰/۳	۶۴۲
......	شہر کہنہ	۲۸/شوال ۱۳۲۹ھ	۴۴۷/۳	۳۸۵/۷
......	شہر محلہ سوداگران مدرسہ منظر الاسلام	۱۷/جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ	۱۳۵/۳	۳۵۱/۶
......	کانپور توپ خانہ بازار قدیم مسجد سہ منارہ	۲۰/ربیع الاول ۱۳۳۲ھ	۲۲۶/۳	۵۵۴/۶
......	کمپ بریلی	۱۱/ربیع الاول ۱۳۰۶ھ	۳۹۸/۳	۲۴۹/۷
......	گورا بازار	۲۲/جمادی الاولی ۱۳۱۸ھ	۱۹۴/۳	۴۹۵/۶
......	ملک بنگالہ ضلع ڈھاکہ ڈاک خانہ بدیعار بازار	......	۸۰۳/۳	۵۷۵/۸
......	ملک بنگالہ	۱۹/محرم ۱۳۱۱ھ	۸۲/۳	۲۲۴/۶
......	موضع گھورنی ڈاکخانہ کرشن گڑھ ضلع ندیا	۶/جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ	۱۲۷/۳	۳۳۶/۶
......	مونڈیا ضلع بریلی	غرہ محرم ۱۳۱۴ھ	۱۷۷/۳	۴۵۵/۶
......	نجیب آباد ضلع بجنور	۷/ذی الحجہ ۲۹ھ	۶۱/۳	۱۸۱/۶
......	نودیا ضلع بریلی	غرہ محرم ۱۳۱۲ھ	۶۸۷/۳	۳۱۲/۸
......	......	غرہ محرم ۱۳۱۴ھ	۶۰۹/۳	۱۲۴/۸
......	......	محرم ۱۳۱۱ھ	۴۹/۳	۱۵۳/۶
......	......	۱۱/محرم ۱۳۱۳ھ	۵۳/۳	۱۶۲/۶
......	......	۱۸/محرم ۱۳۱۱ھ	۱۵۴/۳	۳۹۷/۶
......	......	۲۸/محرم ۱۳۰۸ھ	۴۶۲/۳	۴۲۴/۷
......	......	۲۸/محرم ۱۳۰۸ھ	۶۱۴/۳	۱۳۱/۸
......	......	۴/صفر ۱۳۲۰ھ	۶۱۹/۳	۱۵۳/۸
......	......	۱۲/صفر ۱۳۲۹ھ	۲۷۴/۳	۶۳۳/۶
......	......	۲۴/صفر ۱۳۱۳ھ	۱۷۷/۳	۴۵۴/۶
......	......	۲۶/صفر ۱۳۱۷ھ	۱۲۵/۳	۳۳۳/۶
......	......	۲۹/صفر ۱۳۱۱ھ	۶۱۵/۳	۱۴۳/۸
......	......	۲۹/صفر ۱۳۱۱ھ	۳۷۹/۳	۲۰۵/۷
......	......	۸/ربیع الاول ۱۳۳۱ھ	۲۱۷/۳	۵۳۹/۶
......	......	۱۲/ربیع الاول ۹ھ	۱۴۹/۳	۳۸۶/۶
......	......	۲۰/ربیع الاول ۱۳۱۲ھ	۱۲۲/۳	۳۲۹/۶

......	......	۲۱/ربیع الاول ۱۳۲۳ھ	۴۴۶/۳	۳۸۴/۷
......	......	۲۱/ربیع الاول ۱۳۱۸ھ	۴۵۲/۳	۳۹۷/۷
......	......	۲۴/ربیع الاول ۱۳۳۸ھ	۱۳۳/۳	۳۴۷/۶
......	......	۲۴/ربیع الاول ۱۳۳۸ھ	۶۴۵/۳	۲۱۴/۸
......	......	۲۴/ربیع الاول ۱۳۳۸ھ	۴۵/۳	۱۴۱/۶
......	......	۲۵/ربیع الاول ۱۳۲۰ھ	۶۳۷/۳	۱۹۲/۸
......	......	۲۷/ربیع الاول ۱۳۰۹ھ	۱۵۱/۳	۳۹۰/۶
......	......	۴/ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ	۴۲۶/۳	۳۱۷/۷
......	......	۴/ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ	۶۳۳/۳	۱۸۳/۸
......	......	۷/ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ	۱۹۸/۳	۵۰۲/۶
......	......	۷/ربیع الآخر ۱۳۰۷ھ	۶۳۰/۳	۱۷۷/۸
......	......	۷/ربیع الآخر ۱۳۰۷ھ	۹۳/۳	۲۵۱/۶
......	......	۸/ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ	۶۳۷/۳	۱۹۲/۸
......	......	۲۱/ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ	۱۴۴/۳	۳۳۱/۶
......	......	۲۸/ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ	۶۱۹/۳	۱۵۳/۸
......	......	۲۸/ربیع الآخر ۱۳۳۰ھ	۲۷۸/۳	۶۴۰/۶
......	......	۲۸/ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ	۱۰۰/۳	۲۷۲/۶
......	......	غرہ جمادی الاولی ۱۳۱۷ھ	۴۲۴/۳	۳۱۱/۷
......	......	۶/جمادی الاولی ۱۳۱۰ھ	۸۲/۳	۲۲۳/۶
......	......	۶/جمادی الاولی ۱۳۱۷ھ	۱۸۹/۳	۴۸۷/۶
......	......	۱۰/جمادی الاولی ۱۳۱۹ھ	۱۲۱/۳	۳۲۷/۶
......	......	۱۰/جمادی الاولی ۱۳۱۹ھ	۶۳۶/۳	۱۹۲/۸
......	......	۱۶/جمادی لاولی ۱۳۱۳ھ	۱۰۱/۳	۲۷۴/۶
......	......	۱۷/جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ	۱۴۷/۳	۳۸۱/۶
......	......	۲۸/جمادی الاولی ۱۳۱۸ھ	۴۲۵/۳	۳۱۳/۷
......	......	۲۰/جمادی الاولی ۱۳۱۳ھ	۶۳۲/۳	۱۸۱/۸
......	......	۲۲/جمادی الاولی ۱۹ھ	۱۹۷/۳	۵۰۲/۶
......	......	یکم جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ	۱۵۱/۳	۳۹۰/۶

......	......	یکم جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ	۳۸۱/۳	۲۰۸/۷
......	......	یکم جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ	۳۱۸/۳	۵۱/۷
......	......	۴/ جمادی الاخری ۱۳۱۴ھ	۱۴۷/۳	۳۸۰/۶
......	......	۸/ جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ	۵۱۳/۳	۵۴۳/۷
......	......	۱۶/ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ	۱۴۴/۳	۳۷۲/۶
......	......	۲۳/ جمادی الآخرہ ۱۳۰۷ھ	۶۳۱/۳	۱۷۸/۸
......	......	۹/ رجب ۱۳۲۳ھ	۲۰۸/۳	۵۲۱/۶
......	......	۲۲/ رجب ۱۳۱۷ھ	۳۹۳/۳	۲۳۶/۷
......	......	۲۸/ رجب ۱۳۲۱ھ	۱۹۸/۳	۵۰۳/۶
......	......	۲/ شعبان ۱۳۰۶ھ	۶۱۷/۳	۱۳۶/۸
......	......	۳/ شعبان ۱۳۱۸ھ	۱۹۵/۳	۴۹۸/۶
......	......	۶/ شعبان ۱۳۱۳ھ	۱۰۲/۳	۲۷۴/۶
......	......	۲۲/ شعبان ۱۳۳۰ھ	۱۹۸/۳	۵۰۳/۶
......	......	۲۵/ شعبان ۱۳۲۶ھ	۷۵/۳	۲۰۷/۶
......	......	۲/ رمضان ۱۳۲۰ھ	۱۲۲/۳	۳۲۹/۶
......	......	۶/ رمضان ۱۳۱۱ھ	۶۸۳/۳	۳۰۰/۸
......	......	۱۵/ رمضان	۶۱۳/۳	۱۳۷/۸
......	......	۱۰/ شوال ۱۳۳۸ھ	۲۶۲/۳	۶۱۴/۶
......	......	۱۴/ شوال ۱۳۲۱ھ	۱۲۳/۳	۳۳۱/۶
......	......	۲۲/ شوال ۱۳۱۷ھ	۶۳۴/۳	۱۸۵/۸
......	......	۲۷/ شوال ۱۳۱۸ھ	۱۲۰/۳	۳۲۶/۶
......	......	۲۷/ شوال ۱۳۱۸ھ	۲۷۷/۳	۶۳۹/۶
......	......	یکم ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ	۶۰۱/۳	۱۰۹/۸
......	......	یکم ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ	۵۹۵/۳	۹۶/۸
......	......	یکم ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ	۴۱۷/۳	۲۹۸/۷
......	......	۲/ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ	۲۷۸/۳	۶۴۰/۶
......	......	۶/ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ	۷۰۴/۳	۳۵۲/۸

......	......	۲۱/ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ	۲۰۷/۳	۵۲۰/۶
......	......	۲۱/ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ	۴۳۸/۳	۳۵۸/۷
......	......	۲۶/ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ	۶۳۶/۳	۱۹۱/۸
......	......	۲۹/ذی القعدہ ۱۳۱۷ھ	۱۹۳/۳	۴۹۴/۶
......	......	۲۹/ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ	۶۲۵/۳	۱۶۵/۸
......	......	۷/ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ	۲۱۵/۳	۵۳۶/۶
......	......	۱۳۳۱ھ	۶۵۵/۳	۲۳۹/۸
......	......	۱۳۳۱ھ	۲۱۸/۳	۵۴۱/۶
......	......	......	۴۸/۳	۱۴۹/۶
......	......	......	۵۱/۳	۱۵۷/۶
......	......	......	۶۶/۳	۱۸۹/۶
......	......	......	۸۸/۳	۲۴۰/۶
......	......	......	۹۲/۳	۲۴۸/۶
......	......	......	۹۹/۳	۲۶۷/۶
......	......	......	۹۹/۳	۲۶۷/۶
......	......	......	۹۹/۳	۲۶۸/۶
......	......	......	۹۹/۳	۲۶۹/۶
......	......	......	۱۰۰/۳	۲۷۰/۶
......	......	......	۱۰۰/۳	۲۷۱/۶
......	......	......	۱۰۰/۳	۲۷۱/۶
......	......	......	۱۰۱/۳	۲۷۲/۶
......	......	......	۱۱۹/۳	۳۲۳/۶
......	......	......	۱۲۴/۳	۳۳۲/۶
......	......	......	۱۲۵/۳	۳۳۳/۶
......	......	......	۱۲۵/۳	۳۳۴/۶
......	......	......	۱۲۵/۳	۳۳۴/۶
......	......	......	۱۲۶/۳	۳۳۶/۶

......	......	......	۱۲۶/۳	۳۳۶/۶
......	......	......	۱۳۰/۳	۳۴۳/۶
......	......	......	۱۳۳/۳	۳۴۸/۶
......	......	......	۱۳۷/۳	۳۵۳/۶
......	......	......	۱۳۷/۳	۳۵۴/۶
......	......	......	۱۴۴/۳	۳۷۱/۶
......	......	......	۱۴۴/۳	۳۷۲/۶
......	......	......	۱۴۴/۳	۳۷۲/۶
......	......	......	۱۴۶/۳	۳۷۹/۶
......	......	......	۱۴۷/۳	۳۷۹/۶
......	......	......	۱۶۹/۳	۴۳۹/۶
......	......	......	۱۷۱/۳	۴۴۳/۶
......	......	......	۲۷۱/۳	۶۲۷/۶
......	......	......	۱۷۵/۳	۴۵۰/۶
......	......	......	۱۷۹/۳	۴۵۹/۶
......	......	......	۱۸۰/۳	۴۶۱/۶
......	......	......	۱۸۵/۳	۴۷۹/۶
......	......	......	۱۸۸/۳	۴۸۵/۶
......	......	......	۱۸۹/۳	۴۸۶/۶
......	......	......	۲۱۰/۳	۵۲۵/۶
......	......	......	۲۱۴/۳	۵۳۵/۶
......	......	......	۲۱۹/۳	۵۴۴/۶
......	......	......	۲۲۰/۳	۵۴۴/۶
......	......	......	۲۲۰/۳	۵۴۵/۶
......	......	......	۲۲۰/۳	۵۴۵/۶
......	......	......	۲۲۵/۳	۵۵۲/۶

......	......	......	۲۴۲/۳	۵۸۴/۶
......	......	......	۲۶۳/۳	۶۱۷/۶
......	......	......	۲۷۱/۳	۶۲۹/۶
......	......	......	۲۷۲/۳	۶۳۱/۶
......	......	......	۳۱۹/۳	۵۲/۷
......	......	......	۳۴۴/۳	۱۲۹/۷
......	......	......	۳۴۵/۳	۱۳۰/۷
......	......	......	۳۷۰/۳	۱۹۱/۷
......	......	......	۳۷۱/۳	۱۹۳/۷
......	......	......	۳۸۴/۳	۲۱۸/۷
......	......	......	۳۸۵/۳	۲۱۸/۷
......	......	......	۳۸۵/۳	۲۱۸/۷
......	......	......	۳۹۹/۳	۲۵۰/۷
......	......	......	۴۱۹/۳	۳۰۱/۷
......	......	......	۴۱۹/۳	۳۰۱/۷
......	......	......	۴۲۶/۳	۳۱۸/۷
......	......	......	۴۲۷/۳	۳۱۸/۷
......	......	......	۴۳۸/۳	۳۶۰/۷
......	......	......	۴۵۱/۳	۳۹۴/۷
......	......	......	۴۵۱/۳	۳۹۴/۷
......	......	......	۴۵۷/۳	۴۱۰/۷
......	......	......	۴۶۱/۳	۴۲۲/۷
......	......	......	۴۷۲/۳	۴۴۸/۷
......	......	......	۵۱۲/۳	۵۳۹/۷
......	......	......	۵۲۰/۳	۵۶۷/۷

......	......	......	۵۸۶/۳	۸۰/۸
......	......	......	۵۹۶/۳	۱۰۰/۸
......	......	......	۶۰۸/۳	۱۲۳/۸
......	......	......	۶۱۶/۳	۱۴۴/۸
......	......	......	۶۱۶/۳	۱۴۵/۸
......	......	......	۶۲۱/۳	۱۵۷/۸
......	......	......	۶۲۲/۳	۱۵۸/۸
......	......	......	۶۲۴/۳	۱۶۴/۸
......	......	......	۶۲۶/۳	۱۶۵/۸
......	......	......	۶۳۱/۳	۱۷۹/۸
......	......	......	۶۳۱/۳	۱۸۰/۸
......	......	......	۶۳۲/۳	۱۸۰/۸
......	......	......	۶۴۸/۳	۲۱۹/۸
......	......	......	۶۸۶/۳	۳۰۹/۸
......	......	......	۶۹۱/۳	۳۲۰/۸
......	......	......	۶۹۵/۳	۳۳۰/۸
......	......	......	۷۲۴/۳	۳۹۸/۸
......	......	......	۷۳۸/۳	۴۳۵/۸
......	......	......	۷۷۵/۳	۵۱۱/۸
......	......	......	۸۰۳/۳	۵۷۵/۸
......	......	......	۸۰۴/۳	۵۷۶/۸
......	......	......	۸۰۷/۳	۵۸۳/۸
......	......	......	۸۱۲/۳	۵۹۳/۸
......	......	......	۸۱۴/۳	۵۹۸/۸
النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید			۲۸۱/۳	۶۴۷/۶
ازھار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار			۵۴۸/۳	۶۳۳/۷

پارلیمنٹ کے پاس کردہ ''تحفظ خواتین بل'' کے بارے میں

علمائے اہلسنّت کا متفقہ مؤقف

من قبلہ راست کردم بر سمتِ کج کلاہے

﴿ادارتی نوٹ﴾

علمائے اہلِ سنت نے پوری دیانت داری اور سچائی کے ساتھ اپنا نقطۂ نظر اور تحفظات ''تحفظِ خواتین بل'' پر حکومتِ وقت کو پیش کیے ہیں جن کی تفصیل سطور ذیل میں آرہی ہے۔ اگر حکومت واقعی اسلام کے احکام، انصاف کے تقاضوں اور خواتین کے حقوق کے بارے میں مخلص ہوتی تو اتنا بے تکا فیصلہ نہ کرتی۔ جنرل پرویز مشرف خود نہ تو عالمِ دین ہیں اور نہ ہی قانون دان...... انہیں تو ان کے نادان مشیر جو سمجھا دیتے ہیں وہ کمر باندھ کر اس کی تکمیل کے لئے میدان میں کود پڑتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اس طریقے پر ہر طرف سے تنقید وتضحیک اور انتقام ونفرت کا نشانہ ان کی ذات بن رہی ہے، انہیں استعمال کرنے والے پسِ منظر میں رہ کر تماشا دیکھ رہے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین میں بلکہ آئین میں تبدیلیاں آتی ہیں پھر واپس ہوجاتی ہیں لیکن جو حکمران مثبت تعمیری تبدیلیاں لاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی خوشنودی کی خاطر زمین پر عدل وانصاف اور احسان کی حکمرانی قائم کرتے ہیں، دین ومذہب اور ضمیر وانسانیت کے حوالے سے وہ سرخرو ہوتے ہیں۔ ان کا نام ہمیشہ محبت اور عزت سے لیا جاتا ہے اور جو اسلام دشمن قوتوں کے آلۂ کار بن کر یا غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے ملکی قوانین وآئین کو مذاق بناتے ہیں، تاریخ خود ان کے بارے میں فیصلہ کردیتی ہے۔ ہم سب بھی وقت اور تاریخ کے فیصلے کا انتظار کررہے ہیں۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جس جابر حکمران نے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حدود اللہ کو توڑنے اور احکامِ شرعیہ کو پامال کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب نازل ہوا کہ صفحۂ ہستی سے اس کا نام تک مٹ گیا۔ لہٰذا آج کے مسلم حکمرانوں کو یزید وزیاد اور حجاج جیسے جابر وفاسق حکمرانوں کا حشر پیشِ نظر رکھنا چاہئے اور اپنی غلطیوں پر توبہ کر کے ان کے ازالہ اور قانونِ شریعت کے من وعن نفاذ کی فوری اور دیانتدارانہ سعی کرنی چاہئے۔

ہم اہلسنّت و جماعت حکومتِ وقت کے اربابِ حل وعقد کے سیاسی حریف نہیں بلکہ ان کے بہی خواہ ہیں۔ ہماری ان سے دردمندانہ گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ دینِ فطرت، دینِ کامل واکمل کو بازیچۂ اطفال بنانے کی بجائے وہ نہایت پرسکون ہوکر ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ تحفظِ حقوقِ نسواں بل پر دوبارہ غور وخوض فرما کر علمائے کرام کی متفقہ آراء کے مطابق خلافِ شرع اسلامی شقوں کی اصلاح کریں اور قرآن کی ان واضح نصوص کی جن پر سوا چودہ سو سال سے ہر خلیفۂ راشد، امیرِ مملکت، سلطانِ وقت اور حاکمِ دوراں نے عمل کیا ہے، خلاف ورزی کر کے غضبِ الٰہی کو دعوت نہ دیں اور نہ اپنی عاقبت خراب کریں ورنہ یہ یاد رکھیں کہ یہ کرسیِ صدارت ووزارت اللہ مالک و مولیٰ کی ہی عطا کی ہوئی ہے اور جب چاہے وہ اسے چھین کر دوسرے کو دے سکتا ہے اور دیتا ہے۔ اللہ کی گرفت بڑی مضبوط ہے، جب وہ گرفت فرماتا ہے کوئی فوج کوئی لاؤ لشکر حاکمِ وقت کو اس گرفت سے نہ بچا سکتا ہے، نہ چھڑا سکتا ہے۔

ایوانِ حکومت کے گماشتوں کا کردار اپنی جگہ، لیکن بعض سیاسی دینی جماعتوں کا کردار بھی زیادہ قابلِ ستائش نہیں۔ جماعت اسلامی اور جے۔یو۔آئی (فضل الرحمٰن گروپ) مصلحت کیشی کا شکار نظر آرہی ہیں۔ اس بلند وبانگ دعوے کے باوجود کہ ''اگر حکومت نے حدود اللہ سے متصادم شقوں والا بل اسمبلی سے پاس کروایا تو ہم سب اجتماعی طور پر اسمبلی اور سینیٹ کی رکنیت سے مستعفی ہوجائیں گے''، یہ

حضرات اسمبلی سے مستعفی نہ ہوئے۔ عام مسلمان ان کی دینی غیرت و حمیت کا اس طرح جنازہ نکلتے دیکھ کر انگشت بدنداں ہے اور یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ درونِ خانہ معاملہ کچھ اور ہے یہ ''صالحین سیاسیات'' بھی اقتدار کی ہوس اور کرسی کی لالچ سے مشرف ہیں بلکہ اس میں فنا ہیں۔

ناطقہ سر بگریباں اسے کیا کہیے!

اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو ان کے بڑوں نے تاج برطانیہ کے سایہ میں بھی یہی مصلحت کیشی کی پالیسی اختیار کر رکھی تھی اور انگریزوں کی حکومت کو اللہ کی مرضی کی حکومت کہتے ہوئے ان کی زبانیں خشک ہوتی تھیں کیونکہ ان کے مدارس اور افراد کو حکومتِ برطانیہ سے وظائف ملتے تھے۔

اب تحفظِ نسواں بل پر علمائے اہلسنت کا متفقہ مؤقف ملاحظہ ہو:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کی پالیمنٹ نے جو تحفظِ خواتین بل ۲۰۰۶ء منظور کیا ہے، وہ اپنے مقاصد، مابعد مرتب ہونے والے اثرات و نتائج اور متن کے اعتبار سے قرآن و سنت اور مقاصدِ شریعت کے منافی ہے۔ چونکہ آئین پارلیمنٹ کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ قانون سازی قرآن و سنت کے مطابق ہو، لہٰذا یہ اصولی طور پر آئین کے بھی منافی ہے اور قرار دادِ مقاصد کے بھی منافی جسے آئین کا مؤثر حصہ قرار دیا جا چکا ہے۔

ہماری رائے میں جو اُمور قرآن و سنت اور مقاصدِ شریعت کے منافی ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ قرآن و سنت کی رو سے زنا ایک سنگین جرم ہے۔ اس کا مفہوم ہر شخص کے ذہن میں واضح ہے، لیکن قانونی تقاضوں کی تکمیل کے لئے اس کی باقاعدہ قانونی اور شرعی تعریف کر دی گئی ہے اور یہ جرم اگر شرعی معیار (یعنی چار عینی گواہ یا مجرم کا اقرار و اعترافِ جرم) کے مطابق ثابت ہو جائے، تو ''موجب حد'' ہے اور اس پر حدِ شرعی نافذ ہوگی، جو غیر شادی شدہ مرد کے لئے سو کوڑے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ:

''جو عورت ہو اور جو مرد تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین (کے معاملے) میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر''

(سورۃ النور: آیت ۲، ترجمہ کنز الایمان)

اور شادی شدہ کے لئے اس فعلِ خبیث کی سزا رجم (سنگسار کرنا) ہے۔ رجم کی سزا سورۃ المائدہ: ۴۳ سے اشارۃ النص کے طور پر اور احادیثِ مبارکہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ رجم ۵۳/ احادیث مرفوعہ، ۱۴/ احادیث مرسلہ، ۱۴/ آثار تابعین اور ۵/ فتاوائے تابعین رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، جو حدِ تواتر کو پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک مسلمان شادی شدہ شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہاں پر اس نے اعترافی بیان دیا کہ اس نے زنا کیا ہے، پھر اس نے چار بار اپنے اوپر اقرارِ جرم کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے رجم (سنگسار) کر دیا جائے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الحدود، جلد: ۴، ص: ۲۵۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)۔

ہم اختصار کے پیشِ نظر تمام احادیثِ مبارکہ درج نہیں کر رہے۔

اور اس حد کے بارے میں قرآن و سنت میں زنا بالرضا اور زنا بالجبر (Rape) کی کوئی تقسیم نہیں ہے، بلکہ فرق صرف یہ ہوگا کہ زنا بالرضا میں فریقین پر حد جاری ہوگی اور زنا بالجبر کی صورت میں وہ فریق جس کا مجبور کیا جانا پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے، اسے باعزت بری کر دیا جائے گا۔ لہٰذا جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے کہ مزنیہ بالجبر (Raped Victim) کو بھی حدود آرڈیننس کے تحت زنا کا مجرم گردانا جاتا تھا، یہ صریح بہتان اور کذب و افتراء ہے۔ حدود آرڈیننس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے البتہ جبر کو عدالت میں ثابت کرنا ہوگا۔ خود رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب زنا بالجبر کا مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے ''مزنیہ بالجبر'' (Raped Victim) کو باعزت بری کر دیا۔ ہم اختصار کی بناء حدیث درج نہیں کر رہے۔

جبکہ پارلیمنٹ کے منظور کردہ ''تحفظِ خواتین بل'' میں زنا بالجبر کو

حد سے نکال کر تعزیرات پاکستان کے تحت محض ایک تعزیری جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ امر پارلیمنٹ میں پیش کردہ بل میں ایکٹ نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعہ کی شمولیت کے تحت دفعہ نمبر ۳۷۶، بعنوان ''زنا بالجبر کے لئے سزا'' میں موجود ہے، جو یہ ہے:

''جو کوئی زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے، اسے سزائے موت یا کسی ایک قسم کی سزائے قید، جو کم سے کم پانچ سال یا زیادہ سے زیادہ پچیس سال تک ہوسکتی ہے اور جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔''

(بحوالہ: روزنامہ جنگ، جمعرات، ۱۶/نومبر ۲۰۰۶ء)

مذکورہ بالا سزا، قرآن وسنت کے صریح منافی ہے کیونکہ اس میں زنا بالجبر کی سزا، سزائے موت یا پانچ سے پچیس سال کی قید بمع جرمانہ رکھی گئی ہے، جبکہ قرآن وسنت میں ''زنا بالجبر'' اگر شرعی معیار کے مطابق ثابت ہوجائے، تو اس کی سزا شادی شدہ کے لئے متعین طور پر رجم ہے (ملاحظہ ہو، سنن ترمذی: جلد:۲، ص:۴۱۲، رقم الحدیث: ۱۴۵۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت) اور غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے ہیں (ملاحظہ ہو، سورۃ النور:۲) اس سلسلے میں قرآن وسنت کے حوالے سے ہم اپنے مؤقف کو شروع میں ثابت کر چکے ہیں۔ زنا بالجبر کو مطلقاً حد سے نکال دینا، قرآن وسنت کا صریح انکار ہے۔

جو لوگ یہ پروپیگنڈا کر رہے تھے کہ زنا بالجبر شدید ترین جرم ہے، لہٰذا اس کی سزا بھی شدید ترین اور عبرت ناک ہونی چاہئے، انہوں نے اس موجودہ پاس کردہ بل میں یہ سزا، سزائے موت یا پانچ تا پچیس سال قید بمع جرمانہ رکھ کر اسے جج کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے، یعنی اگر جج چاہے تو زنا بالجبر کے سنگین جرم کے مرتکب شخص کو صرف پانچ سال قید اور جرمانہ کی سزا دے کر بری کردے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے کھلی بغاوت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے بڑھے (یعنی مخالفت کرے) تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۲۲۹، ترجمۂ کنز الایمان)

جب قانون میں زنا بالجبر کی سزا میں لچک رکھ دی گئی ہے اور اسے جج کے صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے، تو دراصل یہ بااثر لوگوں کے لئے ایک رعایت کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔

پارلیمنٹ کے منظور کردہ اس بل میں زنا بالجبر کے سنگین جرم کے مرتکب شخص سے جرمانہ وصول کرنے کا ذکر بھی سطور بالا میں درج ہے، جو کہ قرآن وسنت کی صریح مخالفت ہے، چنانچہ ابو ہریرہ اور حضرت خالد الجھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ، میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ ہمارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ صادر فرمائیں۔ اس کا فریق مخالف کھڑا ہوا اور یہ شخص، پہلے شخص سے زیادہ سمجھدار تھا۔ کہنے لگا کہ اس نے سچ کہا، ہمارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں اور مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہو''، تو فریق ثانی نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے اہلِ خانہ میں مزدوری کرتا تھا اور اُس نے اِس کی بیوی سے زنا کرلیا، تو میں نے اس کے فدیہ کے طور پر ان کو سو بکریاں اور ایک غلام دیا۔ پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑوں کی سزا اور ایک سال کے لئے جلاوطنی ہے اور اس کی بیوی پر سنگسار کرنے کی سزا ہے۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں ضرور تمہارے درمیان کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور غلام تجھے واپس کردیئے جائیں گے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑوں کی سزا اور جلاوطنی لازم ہے۔ (پھر آپ نے ایک قریب بیٹھے صحابی سے فرمایا) اے انیس! صبح کو اس عورت کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو، اگر وہ اعتراف جرم

کرے تو اسے رجم کردو۔ (راوی کہتا ہے کہ) اس عورت نے اعتراف جرم کرلیا اور اسے رجم کردیا گیا۔''

(صحیح بخاری، کتاب الحدود، جلد نمبر ۴، ص: ۲۶۴۔ رقم الحدیث: ۶۸۶۰،۶۸۵۹، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ زنا ''موجب حد'' میں جسمانی سزا ہے، مالی جرمانہ نہیں۔

۲۔ قرآن وسنت کی روشنی میں حدِ زنا کے قیام کے لئے چار عینی گواہوں یا اقرار واعتراف کا پایا جانا ضروری ہے جبکہ پارلیمنٹ کے منظور کردہ خواتین بل میں زنا بالجبر کی سزا میں عینی گواہی کو قطعاً نظر انداز کردیا گیا ہے، اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کی دفعہ ۶ء۳۷ کے متعلق ٹیبل نمبر ۴ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ قرآن وسنت اور اسلام سے کھلی بغاوت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور جو اسلام کے سوا کوئی دین (غیر اسلامی قانون) چاہے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا''

(سورۃ آلِ عمران، آیت ۸۵، ترجمۂ کنز الایمان)

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ (۱): ''اور جو اللہ کے اتارے (ہوئے احکام) پر حکم نہ کریں (تو) وہی لوگ کافر ہیں۔''

(سورۃ المائدہ: ۴۴، ترجمۂ کنز الایمان)

ترجمہ (۲): ''اور جو اللہ کے اتارے ہوئے (احکام) پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

(سورۃ المائدہ: ۴۵، ترجمۂ کنز الایمان)

ترجمہ (۳): ''اور جو (لوگ) اللہ کے اتارے ہوئے (احکام) پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں۔''

(سورۃ المائدہ: ۴۷، ترجمۂ کنز الایمان)

ان آیاتِ کریمہ کے مخاطب حکمران ہیں کیونکہ احکامِ الٰہی کو نافذ کرنا فرد کی نہیں، اہلِ اقتدار کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ ان آیاتِ مبارکہ میں اُن حکمرانوں کو جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں، بالترتیب کافر، ظالم اور فاسق قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جو حکمران تساہل کی وجہ سے اللہ کے احکام کو نافذ نہ کریں، وہ فاسق ہیں اور جو تمرد اور سرکشی کے سبب اللہ تعالیٰ کے احکام کو نافذ نہ کریں، وہ ظالم ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے احکام کا سرے سے انکار کردیں، وہ کافر ہیں۔

۳۔ پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر ۱۴ میں آرڈیننس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۶ اور ۷ کو حذف کیا گیا ہے۔ چنانچہ منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر ۱۴ میں واضح طور پر موجود ہے کہ ''زنا کا جرم (نفاذِ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ء، آرڈیننس نمبر ۷، مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعات ۶ اور ۷ کو حذف کردیا جائے گا۔

(بحوالہ: روزنامہ جنگ، ہفتہ، ۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء)

اس ترمیم کے مطابق آرڈیننس نمبر ۷، ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۶ کو کلی طور پر منسوخ کردیا گیا ہے حالانکہ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۶ میں زنا بالجبر کے لئے درج ذیل سزائیں مقرر کی گئی تھیں:

الف: اگر مرد یا عورت محصن (یعنی شادی شدہ) ہے تو اس کو کسی جائے عام پر رجم (سنگسار) کرکے ہلاک کردیا جائے گا۔

ب: اگر مرد یا عورت محصن نہیں ہے (یعنی غیر شادی شدہ ہے) تو جائے عام پر کوڑوں کی سزا، جس کی تعداد سو (۱۰۰) کوڑے ہوگی، دی جائے گی اور کوئی دیگر سزا جس میں سزائے موت بھی شامل ہے، دی جائے گی جو کہ عدالت، حالاتِ مقدمہ کے مدِ نظر مناسب سمجھے۔

(نیو اسلامک لاز ۱۹۷۹ء، ص: ۶۱، منصور بک ہاؤس، لاہور)

حدود آرڈیننس کی دفعہ ۶ میں موجود ان سزاؤں (یعنی الف اور ب) کو پڑھنے کے بعد ایک باشعور انسان اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اس دفعہ کو کلی طور پر منسوخ کرنے کا مقصد اس دفعہ میں موجود حدودِ الٰہی کو ختم کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔

۴۔ پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظِ خواتین بل میں زنا بالرضا ''موجب حد'' کو قابلِ دست اندازئ پولیس جرم سے خارج کردیا گیا

ہے۔اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کے ٹیبل نمبر ۸ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ زنا بالرضا کو قابل دست اندازی پولیس جرم سے خارج کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ملزم کو پکڑ کر عدالت میں لانا، گواہوں کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرنا اور موقع پر موجود قرائن وشواہد کو جمع کرنے کی ذمہ داری سے حکومت دستبردار ہوگئی ہے اور مستغیث پر یہ ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ وہ مقدمات جو براہِ راست جج کی عدالت میں دائر ہوتے ہیں، ہفتوں اور مہینوں ان کی سماعت کی نوبت نہیں آتی اور اس دوران میں قرائن و واقعات کی شہادت (Circumtancial Evidence) تلف ہوجائے گی اور کسی بھی درجے میں ثبوتِ جرم کے لئے کچھ نہیں بچے گا۔

۵۔ پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل میں زنا بالرضا کی سزا محصن (یعنی شادی شدہ) ہونے کی صورت میں موت تک سنگسار کرنا اور اگر محصن نہ ہو تو ایک سو کوڑوں تک کی سزا رکھی گئی ہے۔اس امر کو قومی اسمبلی میں منظور کردہ بل کے ٹیبل نمبر ۸ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ قرآن وسنت کی رو سے غیر شادی شدہ زانی کے لئے متعین سزا، سو کوڑے ہے جبکہ بل میں موجود غیر شادی شدہ کی سزا سو کوڑے نہیں، بلکہ سو کوڑے تک بیان کی گئی ہے جس سے یہ بات واضح ہے کہ جج سو کوڑوں سے کم کی سزا بھی دے سکتا ہے، مثلاً: پچاس کوڑے مار کر باعزت بری کردیا جائے، یہ قرآنی حکم میں صریح تحریف ہے۔

۶۔ پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل میں آرڈیننس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۳ کو حذف کیا گیا ہے، اس امر کو قومی اسمبلی کے منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر ۱۲ میں دیکھا جاسکتا ہے، جو یہ ہے:

''زنا کے جرم (نفاذِ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ء (آرڈیننس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء) کی دفعہ ۳ کو حذف کردیا جائے گا۔''

(روزنامہ جنگ: ۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء)

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۳، کہ جس کو کلی طور پر حذف کیا گیا ہے، وہ یہ ہے:

''آرڈیننس دیگر قوانین پر غالب ہوگا، یعنی آرڈیننس ہٰذا کے احکام کسی دیگر نافذ الوقت میں درج کسی امر کے باوصف مؤثر ہوں گے۔

(نیو اسلامک لاز، ۱۹۷۹ء، ص: ۵۵، منصور بک ہاؤس، لاہور)

یہ دفعہ ۳، کہ جس کو حذف کردیا گیا ہے، اس کے سبب حدود آرڈیننس کو ان جرائم سے متعلق دوسرے کسی بھی قانون پر بالادستی (Over Riding Effect) دی گئی تھی، اس کو ختم کردیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں حدودِ الٰہی کی قانونی حیثیت (Legal Status) عام تعزیری قوانین کے برابر ہوجائے گی۔ علماء کمیٹی نے یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ مجوزہ بل میں مندرجہ ذیل دفعہ شامل کردی جائے۔

''اس قانون کی تعبیر وتشریح سے متعلق کسی بھی دوسرے قانون کے مقابلے میں قرآن وسنت کو بالادستی حاصل ہوگی۔''

اسے شامل نہیں کیا گیا۔

۷۔ پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظِ خواتین بل میں آرڈیننس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۴ میں لفظ ''جائز'' کو حذف کیا گیا ہے، اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر ۱۳ میں دیکھا جاسکتا ہے، جو یہ ہے: ''زنا کا جرم (نفاذِ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ء (آرڈیننس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء) میں دفعہ ۴ میں لفظ ''جائز طور پر'' اور مذکورہ دفعہ کے آخر میں تشریح کو حذف کردیا جائے گا۔

(روزنامہ جنگ، بروز ہفتہ، ۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء)

حدود آرڈیننس کی مذکورہ دفعہ ۴، جس سے لفظ ''جائز'' کو ختم کیا گیا ہے، وہ یہ ہے: ''ایک مرد اور عورت زنا کے مرتکب کہلائیں گے، اگر وہ باہمی جائز شادی کے بغیر بالارادہ مباشرت کریں۔

(نیو اسلامک لاز، ۱۹۷۹ء، ص: ۵۵، منصور بک ہاؤس، لاہور)

مذکورہ بالا دفعہ میں لفظ ''شادی'' کے ساتھ لفظ ''جائز'' ہے اور اس مقام پر جائز شادی سے مراد وہ نکاح ہے جو شرعی تقاضوں کے مطابق ہو۔ جب اس سے لفظ جائز کو ختم کردیا جائے گا تو مطلق دعوائے نکاح ہی سزا سے بچنے کے لئے کافی ہوگا، چاہے وہ دعوائے

نکاح شریعت کے معیار کے مطابق جائز ثابت نہ ہو، زبانی دعویٰ یا جعلی کاغذی کاروائی کی بناء پر بھی مجرم چھوٹ جائے گا۔

۸۔ پارلیمنٹ کے منظور کردہ خواتین بل میں موجودہ ایکٹ ۴۵، بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعہ کی شمولیت کی تحت دفعہ ۳۷۵، بعنوان زنا بالجبر کی شق پنجم میں یہ درج ہے کہ "اس کی رضامندی سے یا اس کے بغیر، جبکہ وہ سولہ ۱۶ سال سے کم عمر کی ہو۔"

(بحوالہ: روزنامہ جنگ، بروز جمعرات، ۱۶؍نومبر ۲۰۰۶ء)

مذکورہ دفعہ کے تحت سولہ برس سے کم عمر (مثلاً: پندرہ سال، ۱۱ ماہ، ۲۹ دن) کی عاقلہ بالغہ خاتون کے ساتھ اس کی رضامندی سے زنا کیا گیا ہو، تو مرد تو زنا بالجبر (Rape) کا مرتکب قرار دے کر سزا دی جائے گی اور اپنی مرضی سے زنا کرنے والی عاقلہ بالغہ عورت کو ارتکاب وثبوتِ جرم کے باوجود باعزت بری کر دیا جائے گا اور وہ سزا سے مکمل طور پر محفوظ رہے گی، یہ قرآن وسنت اور شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے اور اس سے فحاشی کو فروغ ملے گا، یہ وہی قانونی پوزیشن ہے جو اس وقت امریکہ اور یورپ میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ترجمہ: "اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی (کل) حدوں سے بڑھ جائے، تو اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا، جس میں (وہ) ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔"

(سورۃ النساء، آیت نمبر ۱۴، ترجمۂ کنز الایمان)

۹۔ حدود آرڈیننس کے تحت اگر کسی شخص کے خلاف زنا "موجبِ حد" کا الزام ہو اور مقدمے میں حد کی شرائط پوری نہ ہوں لیکن فی الجملہ جرم ثابت ہو جائے تو اسے دفعہ ۱۰ (۳) کے تحت تعزیری سزا دی جا سکتی تھی، لیکن منظور کردہ بل کی رو سے ضابطہ فوجداری میں دفعہ ۲۰۳ سی کا جو اضافی کیا گیا ہے، اس کی شق نمبر ۶ میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جو زنا "موجبِ حد" کے الزام سے بری ہو گیا ہو، اس کے خلاف فحاشی کا کوئی مقدمہ درج نہیں کرایا جا سکتا۔ اس سے یہ بات واضح ہے کہ کسی شخص کے خلاف عورت نے زنا بالجبر کا الزام عائد کیا ہو اور جبر کے ثبوت پر کوئی شک رہ جائے تو ملزم بری ہو جائے گا اور اس کے خلاف کی فحاشی کی دفعہ کے تحت بھی کوئی کاروائی نہیں کی جا سکے گی۔

اب یہاں یہ بات تو ثابت ہے کہ جرم ہوا ہے اور مستغیثہ نے پولیس کے پاس زنا بالجبر (Rape) کے مقدمے کا اندراج کرایا ہے، لیکن جبر ثابت نہیں ہو سکا، اس کی وجوہ دو ہو سکتی ہیں:

(۱) مجرم بااثر تھا اور اس نے موقع اور قرائن کی شہادتوں کو اپنی طاقت واثر سے تلف کر دیا، ضائع کرا دیا۔ یا پولیس نے بااثر شخص کے خوف سے حقائق تلف کر دیا یا چھپا دیا یا مجرم اتنا جابر اور طاقتور ہے کہ اس کے خوف سے کوئی گواہ عدالت میں گواہی دینے کی ہمت نہیں کر سکتا، لہٰذا مندرجہ بالا شق کی رو سے وہ زنا بالجبر کے الزام سے تو باعزت بری ہو جائے گا اور پھر اس کے خلاف فحاشی کا مقدمہ بھی درج نہیں ہو سکے گا تا کہ اسے قطعاً کوئی سزا نہ مل سکے، ہماری پارلیمنٹ کے فاضل ممبران کی اس دانشمندی سے عورت کو "مثالی تحفظ" ملے گا، کسی نے سچ کہا ہے

ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(۲) ابتداء جرم تو باہمی رضامندی سے ہوا تھا، لیکن عزت بچانے کے لئے Rape کا دعویٰ کر دیا۔ اب چونکہ عورت کو ہر قسم کی سزا سے بچانا مقصود ہے، لہٰذا اس کی خاطر مرد کو بھی باعزت بری کر دیا گیا اور فحاشی (Lewdness) کے الزام میں جو کم تر سزا مجرمین کو مل سکتی تھی، اس قانون نے اس کے امکانات کو ختم کر دیا۔ اب اس سے فحاشی کو فروغ ملے گا۔

۱۰۔ قذف آرڈیننس کی دفعہ ۱۴ میں قرآن کریم کے بیان کئے ہوئے لعان، یعنی اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو عورت کے مطالبے پر اسے لعان کی کاروائی میں قسمیں کھانی ہوں گی اور میاں بیوی کی قسموں کے بعد ان کے درمیان نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر شوہر لعان کی کاروائی پر آمادہ نہ ہو تو اسے اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا، جب تک وہ لعان پر آمادہ نہ ہو، منظور کردہ بل میں یہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر

شوہر لعان پر آمادہ نہ ہو تو عورت بے بسی سے لٹکی رہے گی۔ نہ ہی اپنی بے گناہی لعان کے ذریعے ثابت کر سکے گی، اور نہ نکاح فسخ کرا سکے گی۔

یہ دفعہ اس لئے شامل کی گئی کہ سیکولر فلسفۂ قانون میں کسی شخص کو کسی جرم کے اقرار یا انکار پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، وہ عدالت کو کسی سوال کے جواب میں نہ ''ہاں'' اور نہ ہی ''نہ''، بلکہ کہہ دے کہ No Comments تو عدالت اسے کچھ نہیں کہے گی۔ اس سیکولر فلسفۂ قانون کو اسلام کے قانونِ لعان پر بالادستی (Over Riding Effect) عطا کر دی گئی ہے۔

نیز قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر لعان کی کاروائی کے دوران عورت زنا کا اعتراف کرلے تو اس پر زنا کی سزا جاری ہوگی۔ منظور کردہ بل میں یہ حصہ بھی حذف کر دیا گیا ہے۔ حالآنکہ اعتراف کر لینے کے بعد سزائے زنا کے جاری نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ جبکہ لعان کی کاروائی عورت کے مطالبے پر ہی شروع ہوتی ہے اور اسے اعتراف کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا۔

تحفظ خواتین بل کے اثرات ونتائج:

۱۔ اگر یہ بل تمام مراحل طے کر کے خدانخواستہ قانون کا درجہ حاصل کر لیتا ہے، (جیسا کہ سینیٹ سے پاس ہونے کے اور صدرِ مملکت کے دستخط کے بعد اس نے قانون کی شکل اختیار کرلی ہے) تو اسے ''قانونِ تحفظِ خواتین'' کے بجائے ''قانون برائے فروغِ فحاشی'' کا نام دینا زیادہ مناسب ہوگا۔

۲۔ عملاً پاکستان قرآن و سنت کے صریح احکام اور پاکیزہ سماجی اقدار کے ماحول سے نکل کر مغرب کے بے غیرتی اور بے حمیتی اور فروغِ فحاشی کے ماحول میں چلا جائے گا۔

۳۔ جب قانون، زنا اور فحاشی کو روکنے میں ناکام رہے گا، بلکہ قانون کا علامتی خوف بھی اٹھ جائے گا، تو پاکستان میں ''کاروکاری''، ''غیرت کے نام پر قتل''، اور ماوراءِ عدالت انتقامی کاروائیوں کو فروغ ملے گا۔ کیونکہ پاکستان معاشرہ بالعموم اور مسلمان بالخصوص اس بے غیرتی کو ہضم نہیں کر پائیں گے۔

۴۔ غیر شادی شدہ جوڑے، مغرب کی طرح اکٹھے رہنا چاہیں یا ہوٹل میں کمرہ بک کر کے سیاہ کاری کرنا چاہیں، تو انہیں قانون کا کوئی ڈر نہیں رہے گا۔

۵۔ صدر امریکہ جارج واکر بش اور وزیر اعظم برطانیہ ٹونی بلیئر نے برملا اس قانون کی تحسین کی ہے، اسے روشن خیالی، آزادروی اور جدت پسندی کا مظہر قرار دیا ہے۔

ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ جس قانون کی تعریف و تحسین یہود و نصاریٰ کریں، امت مسلمہ پر ہر سو آگ برسانے والے بش اور ٹونی بلیئر کریں، کیا وہ قرآن و سنت کے مطابق ہو سکتا ہے؟ ان کی تحسین اس امر کی دلیل ہے کہ یہ مقاصد کفر کو پورا کر رہا ہے اور اس کے برعکس دین کا درد رکھنے والے تمام مسلمان اور علماء غمزدہ ہیں، رنجیدہ ہیں اور اس کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔

ہماری رائے میں پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کو ''تحفظ خواتین بل'' کا نام دینا، صریح مذاق ہے، اس میں خواتین کو غیر محفوظ تو کر دیا گیا ہے، ان کو تحفظ عطا نہیں کیا گیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی کالے حبشی کا نام ''شمس الزمان'' یا ''نورالزمان'' رکھ دیں۔

ایک ٹیکنیکل اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ۱۹۷۳ء کا دستور اسلامی ہے، اس پر علماء نے دستخط کئے ہیں اور کوئی اعتراض نہیں کیا، جبکہ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء میں آیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں دو واضح تحدیدات (Bindings) تھیں:

(۱) یہ کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

(۲) یہ کہ تمام موجودہ قوانین کو دس سال کے اندر اسلام کے مطابق ڈھال لیا جائے گا۔

تو اگر ۱۹۷۳ء کے آئین پر لفظاً اور معناً عمل کیا گیا ہوتا تو بھی ۱۹۸۳ء سے پہلے پہلے قوانینِ حدود اور قوانینِ قصاص کا نافذ کرنا لازمی، قانونی تقاضا تھا اور:

علماء کی تجاویز:

تحفظ خواتین بل کے لئے ہم نے حکومت کو جو تجاویز پیش کی

تھیں، وہ یہ ہیں کہ:

۱۔ خواتین کو وراثت سے محروم کرنے کو قابلِ تعزیر جرم قرار دیا جائے، جاگیردار معاشرے میں اگر کسی خاتون کے لئے خاندان کے اندر متوازی رشتہ موجود نہ ہو تو اس کی "قرآن سے شادی" کردی جاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے غیر شادی شدہ رہنے پر مجبور کردیا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعے وراثت خاندان سے باہر نہ جائے۔

۲۔ یہ کہ عاقلہ بالغہ عورت کی، اس کی مرضی کے خلاف جبراً شادی کرانے کو تعزیری جرم قرار دیا جائے۔

۳۔ یہ کہ زمانۂ جاہلیت کی طرح "نکاحِ شغار" جسے آج کل 'وٹہ سٹہ' کہا جاتا ہے، اگر اس میں کسی بھی جانب سے عورت کی رضامندی نہ ہو یا ان کا مہر مقرر نہ کیا جائے بلکہ ایک شخص اپنی بہن کا نکاح اپنی بیوی کے بدل مہر میں کردے، اسے تعزیری جرم قرار دیا جائے۔

۴۔ یہ کہ ایک وقت میں تین طلاق (طلاق مغلظہ) دینے کو تعزیری جرم قرار دیا جائے تاکہ اس کی حوصلہ شکنی ہو اور اس سلسلے میں شوہر کے ساتھ وثیقہ نویس، اوتھ کمشنر، نوٹری پبلک اور گواہوں کو بھی شریکِ جرم سمجھا جائے۔

۵۔ یہ کہ ونی کی رسم کو تعزیری جرم قرار دیا جائے، جس میں قصاص کے مالی بدل کے طور پر قاتل کے خاندان کی چھوٹی بچیوں کا نکاح مقتول کے خاندان کے مردوں سے کردیا جاتا ہے اور بعض اوقات عمروں میں بے انتہا تفاوت ہوتا ہے، اس سے اسلام اور پاکستان کی بدنامی ہوتی ہے۔

۶۔ کاروکاری، غیرت کے نام پر قتل اور ماورائے عدالت قتل و دیگر جرائم کا خاتمہ مقصود ہے، تو قانون میں متاثرین جرائم اور مظلومین کو تحفظ دیا جائے، عدل کو یقینی بنایا جائے اور قانون کی حکمرانی قائم کی جائے۔ ورنہ محض وعظ و تذکیر یا اسمبلیوں میں تقاریر سے ان جرائم کو روکا نہیں جاسکے گا اور موجودہ قانون نے ان جرائم کے امکانات میں اضافہ کردیا ہے۔

نوٹ: پارلیمنٹ کے منظور کردہ قانون کے بارے میں ہماری یہ رائے خالص دینی اصولوں پر مبنی ہے، اس سے سیاست کا کوئی تعلق نہیں ہے، نہ ہی ہماری کسی جماعت سے سیاسی وابستگی ہے اور نہ ہی حال یا مستقبل میں کوئی سیاسی مقاصد ہیں۔ کوئی دلائل کی بنیاد پر ہماری کسی رائے سے اختلاف کرے تو یہ اس کا حق ہے۔ لیکن جس طرح ہر شعبۂ زندگی میں اس شعبے کے ماہرین رائے دینے کا حق رکھتے ہیں اور انہی کی رائے کو قابل توجہ سمجھا جاتا ہے، اسی طرح دین کو اتنا مظلوم نہ بنادیا جائے کہ قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کے ماہرانہ علم کے بغیر ہر شخص اسلام پر اتھارٹی بننے کا دعویٰ کرے اور اپنی رائے کو حرفِ آخر سمجھے۔

مرتب: مفتی منیب الرحمٰن

صدر تنظیم المدارس اہلسنت، پاکستان

مہتمم دار العلوم نعیمیہ، کراچی

ترتیب و تصوید و نظر ثانی: مفتی ڈاکٹر محمد ابوبکر صدیق

ابوالبیان مفتی محمد حسان قادری، علامہ عامر بیگ

اسمائے گرامی علمائے اہلِ سنت
بابت تصدیق و تصویب و توثیق

۱۔ علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ

۲۔ علامہ محمد اسماعیل رضوی، شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ

۳۔ علامہ جمیل احمد نعیمی، ناظمِ تعلیمات دار العلوم نعیمیہ

۴۔ مفتی محمد اطہر نعیمی، مفتی دار العلوم نعیمیہ

۵۔ علامہ مفتی محمد حسن حقانی، مہتمم جامعہ انوار القرآن، گلشنِ اقبال

۶۔ مولانا ریحان امجد نعمانی، مہتمم دار العلوم امجدیہ

۷۔ مفتی محمد رفیق حسنی، مہتمم دار العلوم مدینۃ العلوم

۸۔ علامہ غلام دستگیر افغانی، مہتمم دار العلوم ضیاء العلوم

۹۔ مفتی محمد جان نعیمی، مہتمم دار العلوم مجددیہ نعیمیہ

۱۰۔ مولانا غلام محمد سیالوی، مہتمم شمس العلوم جامعہ رضویہ

۱۱۔ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی، مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم

۱۲۔ مفتی خالد محمود، مہتمم دار العلوم معارف القرآن

۱۳۔ علامہ غلام جیلانی اشرفی، شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

۱۴۔ مفتی غلام نبی فخری، مہتمم جامعہ حامدیہ رضویہ

۱۵۔ مفتی ندیم اقبال سعیدی، مفتی دارالعلوم امجدیہ
۱۶۔ مولانا محمد شعیب قادری، مہتمم جامعہ وقاریہ
۱۷۔ مفتی محمد اسماعیل حسین نورانی، مفتی ومدرس جامعہ انوارالقرآن
۱۸۔ علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی، مہتمم دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ
۱۹۔ مولانا محمد صابر نورانی، ناظم تعلیمات جامعہ انوارالقرآن
۲۰۔ مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی، ناظم دارالعلوم نعیمیہ
۲۱۔ مفتی محمد عابد نسیم، جامعہ مصطفویہ رضویہ
۲۲۔ مفتی محمد وسیم قادری، شیخ الحدیث جامعہ مصطفویہ رضویہ
۲۳۔ علامہ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی، مہتمم دارالعلوم نوریہ رضویہ کلفٹن
۲۴۔ مولانا شبیر احمد اظہری، خطیب جناح مسجد، کراچی
۲۵۔ مولانا لیاقت حسین اظہری، مہتمم دارالعلوم برکاتیہ
۲۶۔ مولانا سید مظفر حسین شاہ، خطیب جامعہ مسجد حبیبیہ، دھوراجی کالونی
۲۷۔ مفتی عبدالحلیم ہزاروی، مہتمم دارالعلوم غوثیہ
۲۸۔ مولانا قاضی محمد احمد نعیمی، دارالعلوم انوار مجددیہ، ملیر
۲۹۔ مفتی عبدالعلیم قادری، مہتمم دارالعلوم قادریہ سبحانیہ
۳۰۔ مولانا اکرام المصطفیٰ، نائب مہتمم دارالعلوم امجدیہ

☆☆☆

وفیات

=﴾ شیخ طریقت حضرت مولانا سید شاہ محمد اکبر میاں صاحب قبلہ صاحب سجادہ آستانہ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف کی اہلیہ محترمہ کا ۴؍شوال المکرم مطابق ۲۸؍اکتوبر بروز ہفتہ صبح صادق کے وقت انتقال پُر ملال ہوگیا۔ محترمہ مخدومہ رحمۃ اللہ علیہا صدر العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی صاحب کی صاحبزادی اور حضرت مولانا سید محمد انور چشتی صاحب ناظمِ اعلیٰ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کی والدہ تھیں، مولانا اُسید الحق عاصم قادری الازہری بدایونی مرحومہ کے حقیقی نواسے ہیں۔ مرحومہ پاک طینت، نیک سیرت، عابدہ، زاہدہ اور غریب پرور تھیں۔

=﴾ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ چک شہزاد اسلام آباد کے سربراہ حضرت مولانا مختار احمد ضیاء (پ ۱۹۴۹ء) ۱۶؍اکتوبر ۲۰۰۶ء کو اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ وہ حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد، مرید، خلیفۂ مجاز اور نہایت معتمد رفقاء میں سرفہرست تھے۔ ان کی گراں قدر دینی، علمی، تدریسی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ مرحوم اعلیٰ درجے کے منتظم اور ماہر تعلیم تھے۔ وہ مسندِ تدریس کی زینت اور خدمتِ دین کا استعارہ تھے۔ مرحوم نے مختلف اوقات میں سیالکوٹ، کراچی اور اسلام آباد کے علاوہ برطانیہ کے مختلف مقامات پر تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ وہ سراپا اخلاص، نہایت منکسر المزاج اور متقی و پرہیزگار شخصیت کے مالک تھے۔ طریقت کے سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے وابستہ تھے اور اپنے سلسلۂ طریقت سے خاص محبت وانس رکھتے تھے۔ دسترخوان کی وسعت، مہمان نوازی، آنے والوں سے شفقت و محبت سے بھرپور اور پُرخلوص انداز ان کی قلبی کیفیات کے آئینہ دار ہوتے تھے۔ ان کا آبائی تعلق ضلع منڈی بہاؤالدین میں واقع ایک چھوٹے سے گاؤں آہلہ شریف سے تھا، ان کی آخری آرام گاہ اسی گاؤں میں بنی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کے سرپرست پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، جنرل سیکریٹری جناب پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری و دیگر عہدیداران واراکین ان تمام مرحومین کے پس ماندگان کے دکھ اور غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب لبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے تمام مرحومین کو سایۂ غفران میں ڈھانپے اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور تمام پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیقِ رفیق بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

معارفِ کتب

﴿تبصرہ کے لئے دو کتب کا آنا ضروری ہے۔ ادارہ﴾

تبصرہ

نام مجلّہ:	ضیائے اسلام جہلم (جلد:۴، شمارہ:۴) بابت اگست، ستمبر ۲۰۰۶ء/ رجب، شعبان، رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ
خصوصی اشاعت:	استاذ العلماء (مولانا محمد بشیر احمد سیالوی) نمبر
صفحات:	۱۲۸
ہدیہ:	مبلغ ۱۵ روپے
مدیر اعلیٰ:	مولانا محمد سہیل احمد سیالوی
ناشر:	بزمِ شیخ الاسلام پاکستان
ملنے کے پتے:	(۱) بزمِ شیخ الاسلام، جامعہ رضویہ احسن القرآن، دینہ، جہلم۔ فون: 0544-633881, 630556 (۲) القمر اسلامک اکیڈمی، کھوکھا شریف۔ فون: 0322-5850952

﴿مبصر: ندیم احمد قادری نورانی﴾

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد بشیر احمد سیالوی شہید علیہ الرحمۃ کی شخصیت تعارف محتاج نہیں ہے۔ یہ خدا کی ان بزرگ ہستیوں میں سے ایک تھے جنہیں اللہ رب العزت اپنے دین کی خدمت کے لئے چُن لیتا ہے۔ آپ کی ذاتِ گرامی کے ذریعہ کتنے ہی تشنگانِ علم و حکمت نے اپنے علم کی پیاس بجھا کر دوسروں کو بھی علم سے سیراب کیا۔ آپ ۱۹۴۳ء میں لاہوریانوالہ، ضلع فیصل آباد، صوبہ پنجاب، پاکستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کو محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد قادری رضوی اور ملک المدرسین، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی بندیالوی رحمہما اللہ تعالیٰ جیسی عظیم علمی شخصیات سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ آپ نے اگست ۱۹۷۸ء میں حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب مدّ اللہ تعالیٰ ظِلَّہُ العَالِی کی فرمائش پر شیخ فرید الدین عطار قدّس اللہ سِرَّہُ العزیز کے "پند نامہ" پر اردو میں حاشیہ تحریر فرمایا جسے مکتبۂ قادریہ لاہور نے زیورِ طباعت سے آراستہ کیا۔ ۱۸ رمئی ۲۰۰۶ء/ ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ بروز جمعرات دو بدبخت موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ کے سبب آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ إنا للہ وإنا الیہ راجعون۔

زیرِ نظر تبصرہ مجلّہ ضیائے اسلام کا استاذ العلماء نمبر آپ کی علمی و دینی خدمات پر مبنی جید علماء، اسکالرز اور دانشورانِ اہلِ سنت کے مضامین و تاثرات کا مجموعہ ہے۔ گویا آپ کی ذاتِ گرامی کے لئے خراجِ تحسین کا گلدستہ ہے۔ یہ خصوصی نمبر پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں مقالہ نگار حضرات نے مختلف عنوانات کے تحت آپ کی سوانح حیات اور آپ کی دینی و علمی خدمات کو اجاگر کرنے کی سعیِ جلیل فرمائی ہے۔ باب دوم میں نامور شعراءِ کرام کا آپ کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے اور قطعاتِ تاریخ اور مادّہ ہائے سَنِ وصال ہیں۔ باب سوم میں اکابرینِ اہلِ سنت کے تلامذہ اور معتقدین کے آپ کی شخصیت اور علمی کارناموں پر تاثرات پیش کئے گئے ہیں۔ باب چہارم میں آپ کی شہادت پر لکھے گئے مکاتیبِ تعزیت، رسائل و جرائد کے اداریئے اور تعزیتی جلسوں کی رپورٹ ہے اور آخر میں باب پنجم میں آپ کے آثارِ علمیہ (شرح پند نامہ شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ اور دیگر کتب کے عکوس) ہیں۔ راقم کے خیال میں "استاذ العلماء نمبر" میں علامہ محمد بشیر احمد سیالوی شہید علیہ رحمۃ الرحمٰن کی سوانح حیات اور کارناموں کا ایک خاکہ قارئین کرام کو پیش کیا گیا ہے جو ایسی شخصیت

کے علمی کارناموں کو اجاگر کرنے کی محض ایک ابتداء ہے۔ آپ کی شخصیت و کردار، آپ کی دینی و ملی، سیاسی و سماجی خدمات کے اور بہت سے پہلو ابھی پوشیدہ ہیں جن سے عوامِ اہلِ سنت کو روشناس کرانا آپ کی حقیقی و معنوی اولاد، آپ کے احباب، آپ کے تلامذہ اور آپ کے معتقدین کی ذمہ داری ہے۔ بہر حال ضیائے اسلام کے اس ''استاذ العلماء نمبر'' سے اس مبارک کام کی بنیاد رکھ دی گئی ہے جو کہ بعد والوں کے لئے ایک سنگِ میل ثابت ہوگی۔

مطبوعات المدینة العلمیه

یہ امر لائق صد تحسین ہے کہ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمی تحریک دعوتِ اسلامی نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کے لئے المدینۃ العلمیہ کے نام سے ایک مجلس قائم کی ہے جس کے زیر اہتمام تصانیفِ اعلیٰ حضرت، درسی کتب، اصلاحی کتب، تراجم وغیرہ کی اشاعت اور تخریج و تحقیق کا کام سر انجام دیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں اس مجلس کی چند کتب موصول ہوئی ہیں، ان کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

جدّ الممتار (جلد اول):

فقہ حنفی کی نہایت اہم کتاب ''در المختار'' پر علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار کے نام سے جو شرح فرمائی، وہ اہلِ علم کے ہاں معروف و متداول اور فتاویٰ شامی کے نام سے متعارف ہے، یہ کتاب ہر مفتی اور خادمِ علم کی ضرورت ہے۔ اس شہرۂ آفاق کتاب پر اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ نے جد الممتار کے نام سے حاشیہ تحریر فرمایا ہے جو فاضلِ بریلوی کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مجلس نے آیات، احادیث اور نصوصِ فقہیہ کی تخریج کے ساتھ اسے بڑے عمدہ پیرائے میں شائع کیا ہے۔ آغاز میں علامہ شامی اور اعلیٰ حضرت علیہما الرحمہ کے حالات درج کئے گئے ہیں جبکہ آخر میں آیات، احادیث، اعلام، کتب، موضوعات اور مصادر و مراجع کی جامع فہرستیں شامل ہیں۔

اس اشاعت کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں اعلیٰ حضرت کے حواشی کے ساتھ ساتھ آپ کے فتاویٰ العاطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ سے موضوع کی مناسبت سے مزید افاضات کو بھی شامل کر دیا گیا ہے، جس سے کتاب کی اہمیت و افادیت میں بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے۔ اسی طرح کتاب میں درج علماء، فقہاء اور کتب کے اسماء کی توضیح و تشریح بھی بے حد مفید ہے۔

اس اہم علمی کام پر مجلس المدینۃ العلمیہ کے جملہ متعلقین، بالخصوص تحقیق و ترتیب کا محنت طلب کام انجام دینے والے حضرات لائق صد ہا تبریک ہیں۔ امید کہ مجلسِ علمیہ اس معیار کو قائم رکھتے ہوئے بقیہ جلدیں بھی منظر عام پر لانے کا اہتمام کرے گی۔

بہارِ شریعت (تخریج شدہ۔ جلد ۱۔۳):

صدر الشریعہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کی معرکہ آراء کتاب بہارِ شریعت کو فقہ حنفی کا عظیم انسائیکلو پیڈیا ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اب کے مجلس علمیہ نے اسے تخریج و تسہیل کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ہر حدیث اور ہر مسئلہ کو نئی سطر سے شروع کرنے اور سہولت کے لئے ہر مسئلہ پر نمبر لگانے کا التزام بھی کیا گیا ہے، نیز مشکل الفاظ کی تسہیل کر دی گئی ہے۔ حواشی میں مکمل حوالہ جات مع صفحات و فصل درج کر دیے گئے ہیں، جس سے کتاب کی ثقاہت و افادیت میں اضافہ ہوگیا ہے، جبکہ آخر میں مصادر و مراجع کی مکمل فہرست ہے۔ مجلس کی طرف سے ''پیش لفظ'' میں وضاحت ہے کہ کتاب کی ''کم از کم تین مرتبہ پروف ریڈنگ کی گئی ہے۔'' تاہم مزید تصحیح کی گنجائش باقی ہے۔ (مثلاً دوسرے اور تیسرے حصہ کی فہرست مآخذ میں علامہ طحطاوی کا سنہ وصال ۱۳۰۲ھ درج ہے جبکہ صحیح سنہ ۱۲۳۱ھ ہے۔)

علمی، تحقیقی وملی خبریں

ترتیب وپیشکش: محمد عمار ضیاء خاں قادری

رضویات کے حوالے سے ۲۱ ویں پی۔ ایچ۔ ڈی تھیس منظور

یہ خبر تمام اہلِ علم کے لئے عموماً اور ''رضویات'' کے محققین کے لئے خصوصاً باعث مسرت ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے امام احمد رضا محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے علمی کارناموں پر ۲۱ ردسمبر ۲۰۰۶ء کو ایک پی۔ ایچ۔ ڈی تھیس (عربی) منظور کرلی گئی۔ تھیس کا عنوان ہے: ''مخطوطه الزلال الانقى من بحر سبقت الاتقى''۔ تھیس لکھنے والے ہیں جناب پروفیسر ڈاکٹر اشفاق جلالی (استاذ گورنمنٹ کالج، جہلم)۔ انہوں نے استاذ الاساتذہ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، سابق رئیس کلیۃ العربی، جامعہ پنجاب کی نگرانی میں اس تھیس کی تکمیل کی۔ مناقشہ میں بیرونی ممتحن جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالشہید نعمانی، استاذ شعبۂ عربی، جامعہ کراچی تھے۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے سرپرست، صدر، جنرل سکریٹری اور تمام اراکین وعملہ محترم پروفیسر ڈاکٹر اشفاق جلالی صاحب اور ان کے نگران محترم پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کو اس ممتاز کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب رضویات کے حوالے سے اعلیٰ تعلیمی سطح پر اسی طرح طلباء کی نگرانی، سرپرستی اور رہنمائی کا فریضہ انجام دے کر علمِ حقیقی ونافع کی تبلیغ وتشہیر میں معاونت فرماتے رہیں گے۔

مدارسِ اسلامیہ کے علماء اور طلبہ کے لئے خوش خبری!

اپنی جماعت کے نوجوان وحوصلہ مند فاضل حضرت مولانا خوشنود عالم احسانی مدرس دارالعلوم غریب نواز الٰہ آباد کے پُرفیض قلم سے درس نظامی کی مشہور کتاب نخبۃ الفکر کی اردو شرح ''ھدیۃ الدرر بشرح نخبۃ الفکر'' منظر عام پر آچکی ہے۔ ابتداء میں مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب کا پُرمغز مقدمہ اور محقق مسائلِ جدیدہ مفتی نظام الدین صاحب، صدر مفتی دارالافتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کی قیمتی تقریظ ہے۔ تقریباً ۴۰۰ صفحات پر مشتمل یہ اپنی نوعیت کی پہلی شرح ہے جس میں فاضل مصنف نے ایک طرف سلیس اردو ترجمہ اور بھرپور تشریح کا اہتمام کیا ہے تو دوسری جانب غیر مقلدین کی جانب سے اصولِ حدیث پر ہونے والے اعتراضات اور فہمِ حدیث میں کج روی کا حسین دفاع اور منہ توڑ جواب پیش کرکے حسنِ تالیف کا حق ادا کردیا ہے، مولیٰ تعالیٰ ان کے قلم کو اور پختہ بنائے اور شر حاسدین سے بچا کر طویل زندگی نصیب فرمائے!

(رپورٹ: فخر الزماں نورانی، الجامعۃ الحمیدیہ، شکر تالاب، بنارس)

دہلی میں مدرسۂ قادریہ برکاتیہ کی تقریب کا سنگِ بنیاد

۳ رشوال المکرم ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۶ راکتوبر ۲۰۰۶ء کو مکندر پور، بی بلاک، دہلی ۴۲ میں مسجد نبی کریم سے متصل ایک پلاٹ میں مدرسۂ قادریہ برکاتیہ غریب نواز کے سنگِ بنیاد کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس سلسلہ میں مسجد نبی کریم میں مہمان علمائے کرام کی ایک میٹنگ بھی ہوئی۔ اس سلسلے میں مسجد نبی کریم میں مہمان علمائے کرام کی ایک میٹنگ بھی ہوئی۔ مولانا یٰسین اختر مصباحی بانی ومہتمم دارالقلم دہلی نے مدرسہ کے قیام کو علاقہ کے مسلمانوں کی دینی ومذہبی ضرورت بتایا۔ پھر انہوں نے مدرسہ کے انتظام وانصرام کے متعلق کئی مفید اور اہم تجاویز بھی پیش فرمائیں۔ سنگِ بنیاد حضرت مصباحی صاحب کے ہاتھوں رکھا گیا۔

اس تقریب میں کئی علمائے کرام اور معززین نے بھی شرکت فرمائی۔ چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں: مولانا محمد سجاد عالم مصباحی،

مولانا صغیر احمد برکاتی، مولانا سلطان رضا، مولانا ثناء اللہ قادری، مولانا اشفاق نوری، جناب حضرت علی، جناب محمد حسین برکاتی، شکیل احمد قریشی، محمد چمن خان، بابو خاں، محمد ناصر، محمد مطیع الرحمٰن، شوقین صاحب، چھوٹے صاحب، حنیف مستری وغیرہم۔ اس تقریب کا اختتام حضرت مصباحی صاحب کی دعا پر ہوا۔

(رپورٹ: انتظامیہ کمیٹی، مسجد نبی کریم، مکندر پور، دہلی۔۴۲)

پونہ میں مولانا اسید الحق قادری الازہری اور مولانا خوشتر نورانی کے

توسیعی خطبات

گذشتہ چار سالوں سے پونہ مہاراشٹر میں ماہِ رمضان المبارک کا استقبال و اہتمام نہایت تزک و احتشام سے کیا جا رہا ہے، پونہ کے اعظم کیمپس میں جہاں ۱۷ ہزار سے زائد طلبہ و طالبات حصولِ علم میں مصروف ہیں، ہر سال پورے رمضان ہر روز کسی مسلم اسکالر کا کسی دینی موضوع پر تفصیلی خطاب ہوتا ہے، اس سال اپنی نوعیت کے اس منفرد و ممتاز پروگرام میں فاضل ازہر مولانا اسید الحق عاصم قادری اور ماہنامہ جامِ نور کے چیف ایڈیٹر مولانا خوشتر نورانی بھی شریک ہوئے، مولانا اسید الحق قادری کا پہلا خطاب ''اسلام اور خدمتِ خلق'' کے موضوع پر ۱۲؍رمضان/ ۶؍ستمبر کو اور دوسرا خطاب ''توبہ'' کے موضوع پر ۱۴؍رمضان/ ۸؍ستمبر کو ہوا جبکہ مولانا خوشتر نورانی نے ''اسلام کا قانونِ طلاق'' پر ۱۳؍رمضان/ ۷؍ستمبر کو خطاب فرمایا۔

ہر خطاب کے بعد آدھے گھنٹے تک حاضرین کو سوال کرنے کا موقع دیا گیا، سوال و جواب کا یہ سلسلہ بھی بہت معلوماتی اور دلچسپ رہا۔ یہ پروگرام کیمپس کے آڈیٹوریم میں منعقد کیا گیا تھا، اس میں ایک طرف پردہ کے اہتمام کے ساتھ خواتین کی نشست گاہ بھی تھی، یہ پروگرام ٹرسٹیان و ممبران اعظم ٹرسٹ اور ایم۔ سی۔ ای سوسائٹی پونہ کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا۔ پروگرام کی ویڈیو سی۔ ڈی بھی تیار کرائی گئی جسے بعد میں کم قیمت پر فروخت کیا گیا، خواہش مند حضرات آج بھی سی۔ ڈی کے لئے رابطہ کر سکتے ہیں۔

(رپورٹ: سہیل احمد قادری، پونہ، مہاراشٹر)

قارئین کرام توجہ فرمائیں!

ان شاء اللہ معارفِ رضا کا آئندہ شمارہ سالنامہ ہوگا جو مارچ ۲۰۰۷ء میں امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۷ء کے موقع پر شائع ہوگا۔ ساتھ ہی عربی اور انگریزی کا الگ شمارہ بھی شائع ہوگا۔ اس لئے فروری، مارچ اور اپریل کا معارفِ رضا شائع نہیں ہوگا۔ اگلا ماہنامہ مئی ۲۰۰۷ء کا ہوگا۔ جو حضرات معارف رضا کا سالنامہ (اردو/عربی/ انگریزی) حاصل کرنا چاہتے ہیں اور معارفِ رضا کے رکن نہیں ہیں وہ -/150 روپے فی سالنامہ کے حساب سے رقم بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ جو رکن ہیں ان کو اردو سالنامہ معارفِ رضا اعزازی طور پر روانہ کیا جائے گا۔ عربی اور انگریزی معارفِ رضا ان کو 50 فیصد رعایت پر ملے گا۔ چونکہ عربی اور انگریزی معارفِ رضا زیادہ تر باہر کے ملکوں میں جاتا ہے اس لئے اس کی تعداد کم ہوتی ہے۔ جو حضرات عربی اور انگریزی معارفِ رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ مندرجہ ذیل ریٹ سے رقم ادارہ کے نام منی آرڈر کر دیں۔

عربی معارف برائے رکن حضرات۔ (۵۰ فیصد رعایت):

-/75 روپے (تقریباً)

عربی معارف برائے غیر رکن حضرات:

-/150 روپے (تقریباً)

انگریزی معارف برائے رکن حضرات۔ (۵۰ فیصد رعایت):

-/75 روپے (تقریباً)

انگریزی معارف برائے غیر رکن حضرات:

-/150 روپے (تقریباً)

اردو معارف برائے غیر رکن حضرات:

-/150 روپے (تقریباً)

''مزارِ'' بے چارہ و بے کار کا قصہ

﴿مبصر: سید وجاہت رسول قادری﴾

ا۔ قبر پر گنبد (عمارت) بنانا یا قبر کو پختہ کر کے مزار بنانا ناجائز ہے۔

۲۔ قبر پر فاتحہ/میلاد پڑھنا ناجائز ہے۔

(مفتی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی، کفایت المفتی، ج:۱، ص:۲۴۲، ۲۳۶، دارالاشاعت، کراچی ۲۰۰۱ء)

علمائے دیوبند بشمول جناب اشرفعلی تھانوی صاحب کا پختہ قبر کی تعمیر اور مزار پر حاضری اور ایصالِ ثواب کے حوالے سے یہ متفقہ اور واضح فتویٰ ہے لیکن اس واضح فتویٰ کے باوجود دیوبندیوں کے شیخ مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کو خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ کی عمارت میں دفن کیا گیا اور اس پر ''پختہ مزار'' اور قبہ بھی تعمیر کیا گیا جہاں دیوبندی حضرات بشمول مہتمم و مجاور مولوی نجم الحسن تھانوی صاحب، حدیث ''شدِّ رحال'' کی مخالفت کرتے ہوئے معمول کے مطابق حصولِ برکت کے لئے روزانہ حاضری دیتے تھے۔ ایک اخباری اطلاع (روزنامہ جنگ کراچی، مورخہ ۱۹ردسمبر ۲۰۰۶ء/ روزنامہ امت کراچی، مورخہ ۲۰ردسمبر ۲۰۰۶ء) کے مطابق کسی ''شرپسند'' یا ''دہشت گرد'' نے درج بالا دیوبندی فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے ان کی ''پختہ مزار'' اور خانقاہ کے احاطے، ان کے بھائی مظہر علی ''خان بہادر'' (جو برطانوی دورِ حکومت میں انگریزوں کے سی۔آئی۔ڈی ایجنٹ تھے)، ان کی اہلیہ، ان کے ''خلیفہ'' اور سابق مہتمم و مجاور خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ مولوی ظہور الحسن اور خاندان کے چند دیگر افراد کی قبروں کو مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا اور قبروں کو بری طرح کھود ڈالا اور وہاں سوائے گڑھے کے کچھ نہ چھوڑا، یعنی ہڈیاں تک بھی اٹھالے گئے۔ اس طرح مجاور خانقاہِ تھانویہ کی ذراسی کوتاہی نے جناب اشرفعلی تھانوی صاحب کی مٹی تو خراب کی ہی لیکن اس طرح وہ خود اپنی بھی مٹی خراب کر بیٹھے۔ جب مٹی کی بات چل نکلی ہے تو دیوبندیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی صاحب کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو جائے۔ وہ فرماتے ہیں کہ معاذ اللہ انبیاء کرام بھی ''مر کر مٹی میں مل جاتے ہیں''، تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اشرفعلی تھانوی صاحب معاذ اللہ ثم معاذ اللہ انبیاء کرام سے بڑھ کر تھے کہ ان کی قبر میں مٹی کے ڈھیر کے علاوہ کچھ اور بھی بچا ہو۔ بہر حال اپنی جھینپ مٹانے کے لئے نجم الحسن تھانوی صاحب نے اس عمل کو ''مزار'' کی بے حرمتی قرار دیتے ہوئے حکومتِ ہند سے سخت احتجاج کیا ہے اور ہندو دہشت پسند تنظیم آر۔ایس۔ایس (راشٹریا سیوک سنگھ) کو اس ''گھناؤنے'' کام کا ذمہ دار ٹھہرا کر مجرموں کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

تعجب انگیز امر یہ ہے کہ جب ۱۴۲۶ھ میں نجدیوں نے جنت المعلّٰی، جنت البقیع، شہدائے احد، اور طائف میں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام، اہلِ بیت، جید ائمہ امت محمدیہ، محدثین، فقہا اور صلحائے امت کے مزارات تاخت و تاراج کئے اور ان پر گدھوں کے ہل چلوائے (معاذ اللہ) اس وقت دیوبندی امت کے تمام علماء مہر لب تھے بلکہ انہوں نے نجدیوں کے بادشاہ کو فتح مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ پر مبارکباد کے خطوط اور تار روانہ کئے تھے۔ (حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو: تبلیغی جماعت۔ مصنفہ علامہ ارشد القادری)۔ امت محمدیہ کے ان نہایت مقدس بزرگ و برتر شخصیات کے مزارات کے انہدام سے دیوبندی حضرات کے جذبۂ ایمانی کو کوئی ٹھیس نہ پہنچی تو آج ''غیر معروف مزارات'' کے اکھاڑ دینے پر واویلا کیسا؟ بہت سے لوگوں کو تو یہ خبر پڑھ کر بھی حیرت ہوئی کہ ان حضرات کے بھی مزارات ہو سکتے ہیں کہ جنھوں نے زندگی بھر مزار تعمیر کرنے کو حرام اور مزاراتِ اولیاء پر حاضری دینے والوں کو ''مزار پرست''، ''قبروں کے پجاری'' کہہ کر مشرک

ہونے کے فتوے جاری کئے۔

این چہ شور بست کہ در دور قمر بینم !

ادھر پاکستان میں تھانوی صاحب کے کچھ متبعین یہ شور مچا رہے ہیں کہ تھانوی صاحب تحریکِ پاکستان کے عظیم رہنما تھے اس لئے حکومتِ پاکستان کو اس واقعہ پر ہندوستان سے احتجاج کرنا چاہئے۔ اس سلسلے میں انہی کے ہم مسلک ڈاکٹر سلمان شاہجہانپوری کا حوالہ یہاں بطور گھر کی گواہی کافی ہوگا کہ ڈاکٹر سلمان شاہجہان پوری، دیوبند کے مہتمم قاری محمد احمد ابن قاسم نانوتوی کی طرف سے انگریز گورنر یوپی کے خطبۂ استقبالیہ کے متن کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''غور فرمائیے یہ (دیوبندی) حضرات نصیب کی یاوری پر فخر کر رہے ہیں اور کس زندگی کو ''گم نامی اور تاریکی کی قعرِ مذلت'' قرار دے رہے ہیں؟ علوم وفنونِ اسلامی کی تعلیم وتدریس اور اس کی اشاعت کو؟ صبح وشام ''قال اللہ وقال الرسول'' (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ورد کو اور اعمالِ اسلامی کو؟ اور کس چیز کو ''باعثِ ممنونیت وسعادت'' قرار دے رہے ہیں؟ (انگریزوں کی خوشامد اور غلامی کو؟) مزید حیرت اس بات پر ہے کہ ان کے اخلاف کا دعویٰ ہے کہ ملک کی آزادی کی جنگ میں ان کا حصہ ہے اور پاکستان کا قیام ان کی کوششوں کا رہینِ منت ہے۔'' (تحقیقی مقالہ ''مولانا عبید اللہ سندھی کا دیوبند سے اخراج۔۔۔پس منظر کے واقعات پر ایک نظر'' ماہنامہ الولی، حیدرآباد، سندھ۔ اگست ۱۹۹۱ء تا نومبر ۱۹۹۱ء)

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دیوبندی علماء واسکالرز اپنے عظیم عالم اشرفعلی تھانوی صاحب کے بابائے قوم کے نام لکھے گئے جس خط کو علمائے دیوبند کی تحریکِ پاکستان میں مثبت کردار کے ثبوت کے لئے بطورِ سند استعمال کرتے چلے آئے ہیں وہ بھی انہی کے ایک محقق جناب پروفیسر محمد شمیم غازی تھانوی، مقیم کراچی، کی تحقیق کے مطابق قطعی جعلی ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اخبار روزنامہ جنگ، کراچی۔ مورخہ ۲۴ را پریل ۲۰۰۵ء، کالم ''روزنِ دیوار سے''۔ کالم نگار: عطاء الحق قاسمی)

''مزار'' تھانوی کے مجاور نے مزید ستم یہ ڈھایا ہے کہ اب جبکہ وہاں قبروں کی جگہ بقول ان کے صرف گڑھے رہ گئے ہیں تو وہ ان خالی گڑھوں پر دوبارہ جھوٹی اور جعلی قبریں اور مزارات بنا رہے ہیں تو اب کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند اس سلسلہ میں؟

حیرت کی بات یہ ہے کہ ۱۷ ردسمبر ۲۰۰۶ء (ہفتہ اور اتوار کی شب) یہ چھ قبروں اور احاطہ کی مسماری اور باقاعدہ کھدائی کی کارروائی یقیناً ایک درجن سے زائد تجربہ کار مزدوروں نے کی ہوگی لیکن اس کی کانوں کان خبر نہ پڑوس میں رہنے والے مجاور/مہتمم صاحب کو ہوئی اور نہ اردگرد کے لوگوں کو ہوئی اور نہ ہی اتنی بڑی جماعت کو مع اوزار/کدال/بیلچہ وغیرہ آتے ہوئے اور بھاگتے ہوئے کسی نے دیکھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنے والے ''شرپسند'' گھر کے ہی بھیدی تھے اس لئے وہ پہچانے نہیں گئے اور وہ بڑے اطمینان سے اپنی کارروائی کر کے ''فاتحانہ'' انداز میں چہل قدمی کرتے ہوئے اپنے اپنے ''حجروں'' میں چلے گئے۔

ہم اہلِ سنت وجماعت تو ابتداء ہی سے مومن کی عزت وحرمت اور مزاراتِ اولیاء اور مومن کی قبر کے تقدس کے قائل ہیں۔ ہمیں جناب نجم الحسن صاحب سے بھی ہمدردی ہے کہ ان کی خانقاہ کو ظلم وبربریت کے ساتھ اجاڑ کر ان کو بے روزگار کر دیا گیا، لیکن اس کے علاوہ اور ہم کہہ بھی کیا سکتے ہیں کہ این ہمہ آوردۂ تست! اور پھر یہ کہ ؏

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

رضا کی ادویات ۔ بے مثل خصوصیات

رضا کی دیگر مؤثر ادویات میں سے چند ایک نظر میں

نام دوا	قیمت	فوائد واستعمالات
انرجیک سیرپ ENERGIC Syrup	75/=	اعضائے رئیسہ وشریفہ (دل، دماغ، جگر) کی حفاظت کرتا ہے۔ جسم کو خون سے بھرپور کرتا ہے۔ ضائع شدہ توانائی بحال کرتا ہے۔
کف کل سیرپ COUGHKIL Syrup	30/=	خشک اور بلغمی کھانسی، کالی کھانسی، شدید کھانسی، دورے والی کھانسی، دمہ اور امراضِ سینہ میں بے حد مفید ہے۔
لیورجک سیرپ LIVERGIC Syrup	50/=	ضعفِ جگر، یرقان، ورم جگر، ہیپاٹائٹس، جگر کا بڑھ جانا، جگر کا سکڑ جانا، ورم پتہ، مثانہ کی گرمی، سینہ اور ہاتھ پاؤں کی جلن میں مفید ہے۔
پیورِفک سیرپ PURIFIC Syrup	45/=	چہرے کے داغ دھبے، کیل مہاسے، گرمی دانے، پھوڑے پھنسیاں، خارش، الرجی، داد، چنبل بواسیر بادی وخونی میں مفید ہے۔ اعلیٰ مصفّی خون ہے۔
گائنوجیک سیرپ GYNOGIC Syrup	110/=	ایام کی بے قاعدگی، رحم کی کمزوری، ورم رحم، عادتی اسقاط حمل، اٹھرا، کمر درد اور جملہ امراضِ نسوانی میں اکسیر ہے۔
لیکورک کیپسولز LIKORIC Capsuls	90/=	سیلان الرحم (لیکوریا)، حاد ومزمن کی موثر دوا ہے۔ اندام نہانی کے ورم اور سوزش کو دور کرتے ہیں، کیلشیم کی کمی، رحم اور متعلقات رحم کو تقویت دیتے ہیں۔
عرقِ جگر ARQ-E-JIGAR	60/=	جگر وطحال کے جملہ امراض، درد جگر، ورم جگر، جلندھر، ہیپاٹائٹس کی جملہ اقسام میں مناسب بدرقات کے ساتھ حیرت انگیز نتائج کا حامل ہے۔
شربتِ بادام SHARBAT-E-BADAM	110/=	دماغ کو طاقت دیتا، حرارت کو تسکین دیتا ہے، سینہ وطبیعت کو نرم کرتا ہے۔
دافعِ جریان کورس DAF-E-JIRYAN Course	300/=	کثرتِ احتلام، جریان، سرعت انزال، ذکاوت حس اکسیر ہے۔
روزک سیرپ ROSIC Syrup	150/=	فطری قوت مدبرہ بدن کو بیدار کرتا ہے۔ ہاضمے کے عمل کو بہتر بناتا ہے۔ جگر اور اعصاب کو طاقت دیتا ہے۔ خواتین کے لئے بہترین ٹانک ہے۔ زچہ و بچہ میں خون کی کمی کو دور کرتا ہے۔
کڈٹانک سیرپ KIDTONIC Syrup	27/=	بچوں کو قبض، اپھارہ، نفخ، پیچش، قے دست، کھانسی، نزلہ، زکام، بخار اور گلے کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جسم کو طاقت دیتا اور غذائی کمی، خون کی کمی اور کیلشیم کی کمی کو پورا کرتا ہے۔
کشش (بریسٹ کریم) KASHISH Breast Cream	150/=	اکثر خواتین ایک ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد نسوانی خوبصورتی کھو دیتی ہیں۔ کشش (بریسٹ کریم) بریسٹ کو سڈول، خوبصورت اور پُرکشش بناتی ہے۔

ریٹائرڈ پرسن، انویسٹر، ہول سیلرز، میڈیکل/سیلز ریپ، فری لانسرز، ڈسٹری بیوٹرز ومارکیٹرز متوجہ ہوں۔ اپنے شہر، قصبے اور گاؤں میں رضا لیبارٹریز کی مایہ ناز ہربل ادویہ کی فرنچائز مارکیٹنگ کے لئے رابطہ فرمائیں۔ پرکشش پیکج، سیمپل، لٹریچر، اسٹیشنری اور پبلسٹی بذمہ کمپنی۔

ZAIGHAM ENTERPRISES

Distributer & Promoter of Medicine & General Items

مطب رضا، مین بازار گلشن لیبر کالونی (رشید آباد) نزد غوثیہ ہوٹل، سائٹ، کراچی۔75700 فون:021-4219419 موبائل:0333-2166710

مطب رضا :05۔الرشید سینٹر گراؤنڈ فلور، بالمقابل پرانا اسلامیہ ہائی اسکول مین بازار، شیخوپورہ۔39350 فون 056-3091247 موبائل 0345-6331621

Sole Distributor of Raza Laboratories

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

تھانہ بھون: مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مزار کی بے حرمتی، مسلمانوں کا احتجاج

ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دی جائے، حکومت سرکاری سطح پر احتجاج کرے، مفتی رفیع و تقی عثمانی

کراچی (رپورٹ: جاوید رشید) بھارت کے مشہور علمی شہر تھانہ بھون میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مزار کی بے حرمتی کے بعد علاقے میں بھارت کے مختلف

باقی صفحہ 17 نمبر 12

بقیہ 12 تھانہ بھون/مسلمانوں کا احتجاج

شہروں سے 40 ہزار سے زائد مسلمان جمع ہو گئے جس کے باعث علاقے میں سخت کشیدگی ہے۔ دارالعلوم دیوبند سے مولانا محمد سالم اور سید انظر شاہ تھانہ بھون میں موجود ہیں۔ علماء کرام نے مزار کی بے حرمتی کرنے والوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے۔ کراچی سے پریس ریلیز کے مطابق جامعہ دارالعلوم کراچی کے صدر مفتی محمد رفیع عثمانی اور نائب صدر مفتی محمد تقی عثمانی نے ایک بیان میں واقعے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کو تسلیم نہ کرنے والے متعصب ہندوؤں کی یہ کارروائی تحریک پاکستان کے ایک عظیم رہنما کے خلاف ان کے بغض اور عناد کا ناپاک مظاہرہ ہے، ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس واقعے پر سرکاری سطح پر بھارتی حکومت سے احتجاج کرے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا جائے۔ تفصیلات کے مطابق تھانہ بھون میں اسٹیشن روڈ پر خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کے مزار کی نامعلوم انتہا پسند ہندوؤں نے بے حرمتی کی، قبر پر لگے کتبے کو اکھاڑ کر غائب کر دیا گیا، قبر کی نشانی ختم کر کے احاطے کو مسمار کیا گیا۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے مہتمم مولانا نجم الحسن تھانوی نے جنگ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ علاقے میں مسلمانوں نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی قبر کی بے حرمتی پر پیر کے روز سخت احتجاج کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت تھانہ بھون میں کیرانہ، قصبہ جلال آباد، مانک پور سے چالیس ہزار سے زائد مسلمان جمع ہیں جو سراپا احتجاج ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو فساد سے روکا ہوا ہے۔ مسلمانوں نے مطالبہ کیا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی کے مزار کی بے حرمتی کرنے والوں کو فوری گرفتار کیا جائے۔ دریں اثناء مفتی محمد تقی عثمانی نے مزید کہا کہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مزار کی بے حرمتی شر پسند ہندوؤں کی ایک ناقابل برداشت جسارت ہے، جس پر مسلمانان پاک و ہند سراپا احتجاج ہیں۔

تفصیلی رپورٹ معارف رضا کے اندرونی صفحات میں ملاحظہ ہو